عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۲۹ | ۲۱ تا ۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۲

عہدِ نبوی کی مثالی شادیاں

قاضی شریح بن حارث رحمہ اللہ کے عادلانہ فیصلے

آئینہ قادیانیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

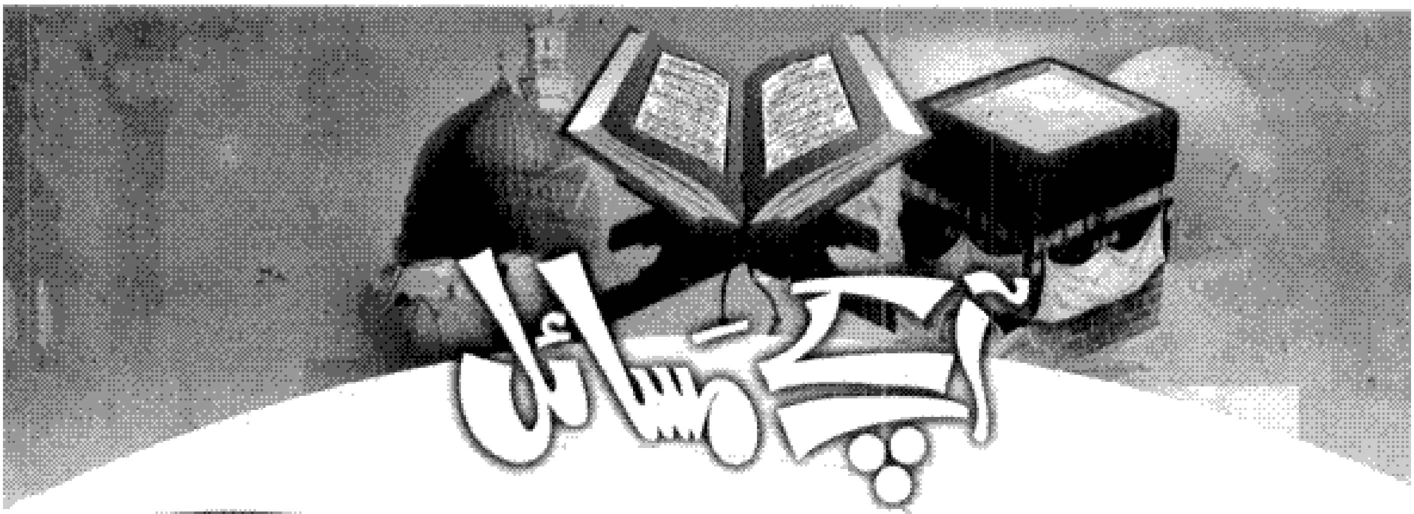

مولانا سعید احمد جلال پوری

شادی بیاہ کی فضول رسوم

عمران احمد قریشی، کراچی

س:...... میں شادی سے متعلق کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں کہ شریعت اس معاملات میں کیا کہتی ہے؟

جناب عالی! میرا پہلا سوال یہ ہے کہ اسلام میں بارات کی کیا اہمیت ہے؟ لڑکی والے نکاح کی رسم کے بعد جو کھانے کا اہتمام کرتے ہیں اس کی کیا اہمیت ہے؟ لڑکی والے کو نکاح کے بعد بڑے اہتمام سے کھانے کی دعوت دیتے ہیں کیا اسلام میں بارات کا کھانا کرنا سنت یا کسی بھی حوالے سے درست اقدام ہے؟

دوسری بات کہ آج کل مہندی اور مایوں کی رسم کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے۔ گھر والے بڑے اہتمام سے اپنی بچی کو مایوں بٹھاتے ہیں کیا اس کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے یا کسی بھی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے؟ اس کے علاوہ مہندی کی رسم کے سلسلے میں بھی یہ سوال ہے کہ اس کی اسلامی معاشرے میں کیا حقیقت ہے؟ ایک بات یہ بھی سامنے آئی ہے کہ جب کسی مایوں اور مہندی کی دعوت کسی قریبی رشتے دار کے گھر سے آتی ہے اور ہم اس دعوت میں نہیں جاتے تو بلانے والے اس بات کا بہت ہی برا مانتے ہیں اور اس بات کو دل میں کینہ کی طرح رکھتے ہیں اس سے عموماً یہ ہوتا ہے کہ ملنے جلنے میں فرق آتا ہے اور کچھ لوگ تو قطع تعلق کر لیتے ہیں، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اکثر لوگ اس دعوت میں چلے جاتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان رسموں نے ہمارے اسلامی معاشرے کو بہت بری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ان معاملات پر قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ج:...... نکاح کے بعد دلہن کو اس کے ماں باپ کے گھر سے شوہر کے گھر لے جانے کی تقریب اور اس سلسلہ میں دولہا کے گھر والوں، دوست، احباب اور مردوزن کا جمع ہو کر بن سنور کر دلہن کے گھر جانا اور دلہن کو رخصت کر کے لانا اس کو بارات کہتے ہیں، بلاشبہ دلہن کو سسرال منتقل کرنا نکاح کے بعد ضروری ہو جاتا ہے، لیکن اس کے لئے موجودہ دور میں جو جو تکلفات اختیار کئے جاتے ہیں اسلام میں اس کا کوئی وجود نہیں، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگیوں میں ایسا کوئی تکلف نہیں ملتا، بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی رخصتی کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ کوئی بارات تو کجا میری رخصتی کے لئے دو ایک بڑی بوڑھی خواتین نے سنوارا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چھوڑ آئیں۔ لہٰذا موجودہ بارات اور اس میں بے حد تکلفات اور اسراف وفضول خرچی اور نمود ونمائش خالص ہندوانہ رسم ہے، اس سے جتنا ہو سکے پرہیز کیا جائے۔ ہمارے اکابر میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، زمانہ قریب میں مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ اسرارہم نے اپنی بچیوں کے نکاح کئے نہایت سادگی سے اپنے گھر سے رخصت کیا اور بعض تو خود بیٹی کو سسرال چھوڑ آئے۔ نکاح میں جتنا سہولت ہوگی اتنا برکت ہوگی اور سنت کی برکات حاصل ہوں گی۔ لہٰذا اسلام میں جب بارات ہی نہیں تو بارات کے کھانے کا کیا سوال؟ اس لئے بارات کے موقع پر کھانے کو اکابر نے ناپسند فرمایا ہے بلکہ اس کھانے سے پرہیز فرمایا کرتے تھے، کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیٹی کی رخصتی کے وقت کھانا نہیں کھلایا نہ ہی اپنے کسی نکاح کے وقت سسرال سے کھانا کھایا ہے۔

مہندی اور مایوں کی رسم خالص ہندوانہ ہے، اس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے، پھر اس موقع پر جو جو خرافات ہوتی ہیں۔ الامان والحفیظ۔

مہندی، مایوں کی رسوم اور دعوتوں کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے اور جو لوگ اس پر ناراض ہوتے ہیں ان کو بھی سمجھانا چاہئے کہ آپ اس کے علاوہ جب بھی دعوت دیں گے سر کے بل آئیں گے، مگر اس رسم میں شرکت سے ہمیں معذور جانیں، جو لوگ رسومات کے بائیکاٹ یا ان کی حوصلہ شکنی کی وجہ سے قطع تعلق کرتے ہیں وہ عنداللہ مجرم ہیں، انہیں کل قیامت کے دن اللہ کو جواب دہی کرنا پڑے گی۔

ہفت روزہ

ختم نبوت

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۹ — ۲۱ تا ۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۰ء — شمارہ: ۲

اس شمارے میں!

کراچی کی تباہی... ایک سازش	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
قاضی شریح بن حارثؒ کے عادلانہ فیصلے	۷	حکیم محمود احمد ظفر
احکام قرآن سے روگردانی	۱۲	عبدالحمید قدرت اللہ
عہد نبوی میں مثالی شادیاں!	۱۵	ڈاکٹر عبدالمعید
آئینہ مرزائیت	۲۰	ڈاکٹر میاں احسان باری
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ
ظہور خیر البشرؐ سے پہلے!	۲۷	عبرت صدیقی

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۴۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO

درس حدیث

قیامت کے حالات

قیامت کے دن کے پسینے کا بیان

"حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: جب قیامت کا دن ہوگا، سورج بندوں کے قریب لایا جائے گا، یہاں تک کہ ایک یا دو میل کے فاصلے پر ہوگا۔ سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ: میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس میل کا ارادہ فرمایا آیا زمین کی مسافت کا؟ یا وہ میل (یعنی سرمہ کی سلائی) جس سے آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے؟ پس آفتاب ان کی چربی پگھلا دے گا، پس لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں نہائے ہوئے ہوں گے، کسی کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا کمر تک، اور کسی کا منہ تک پہنچا ہوا ہوگا۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ: بعض کا پسینہ ان کے منہ کو لگام دیے ہوئے ہوگا۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۶۴، ۶۵)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی: "جس دن کھڑے ہوں گے لوگ ربّ العالمین کے سامنے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگ پسینے میں کھڑے ہوں گے جو ان کے کانوں کے نصف تک پہنچے گا۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۶۵)

ان احادیثِ طیبہ میں قیامت کی شدت کو بیان فرمایا ہے کہ اس دن آفتاب بندوں کے قریب لایا جائے گا، گرمی کی شدت، قیامت کی ہولناکی اور انسانوں کے بے پناہ ہجوم کی وجہ سے لوگ پسینے میں نہائے ہوں گے، اور ہر ایک کا پسینہ اس کے اپنے اعمال و کردار کے مطابق ہوگا، یہ مضمون ان دو حدیثوں کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث میں آیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے: قیامت کے دن لوگوں کو اس قدر پسینہ آئے گا کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک چلا جائے گا، اور ان کے منہ میں لگام کی طرح ہوگا، یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن آفتاب زمین کے قریب لایا جائے گا، پس لوگ پسینہ پسینہ ہو جائیں گے، کسی کا پسینہ ایڑیوں تک ہوگا، کسی کا آدھی پنڈلی تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا رانوں تک، کسی کا کمر تک، کسی کا کندھوں تک، کسی کا منہ تک پہنچ کر لگام کی طرح ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا اور کسی کا سر سے اُونچا ہوگا، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سر کے اُوپر رکھا۔

(مستدرک، حدیث عقبہ بن عامر)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ: "یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" پڑھی اور فرمایا کہ: قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا، اور لوگ آدھے دن تک کھڑے رہیں گے لیکن مؤمن کے لئے یہ دن صرف

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اتنے وقفے کا ہوگا جیسا کہ سورج کے اُفق کے قریب پہنچنے کے بعد غروب تک کا وقت ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن لوگ جمع کئے جائیں گے تو چالیس سال تک اس طرح کھڑے رہیں گے کہ ان کی نظریں آسمان کی طرف پھٹی کی پھٹی رہیں گی، اور پریشانی کی شدت سے ان کا پسینہ منہ کو آرہا ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن آفتاب کو دس سال کی تپش دی جائے گی، پھر اسے لوگوں کی کھوپڑیوں کے قریب لایا جائے گا، یہاں تک کہ کمانوں کے درمیان کا فاصلہ رہ جائے گا، پس لوگوں کو پسینہ آئے گا یہاں تک کہ پسینہ زمین میں قد آدم تک پھیل جائے گا، پھر بلند ہوگا یہاں تک کہ غرغرہ کی وجہ سے آدمی کا سانس گھٹنے لگے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ: آفتاب کی گرمی اس دن کسی مؤمن مرد اور عورت کو نقصان نہیں دے گی، امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مؤمن سے مراد کامل الایمان ہیں، کیونکہ اُوپر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آچکا ہے کہ لوگ اپنے اعمال کی بقدر پسینے میں ہوں گے۔ (فتح الباری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: آدمی کے پسینے چھوٹ جائیں گے، یہاں تک کہ قد آدم تک پسینہ زمین پر بہنے لگے گا، پھر بلند ہوگا یہاں تک کہ اس کی ناک تک پہنچ جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن آدمی کا پسینہ اس کے منہ کو آتا ہوگا، یہاں تک کہ وہ کہے گا کہ: یا اللہ! مجھے اس عذاب سے نجات عطا فرما، خواہ دوزخ میں ڈال دے۔

(جاری ہے)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.LAOLAKA.INFO

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

کراچی کی تباہی... ایک سازش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

دس محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۲۰۰۹ء کا دن کراچی کے مسلمانوں کے لئے کسی قیامت سے کم نہیں تھا، ایک طرف ماتمی جلوس کے شرکا پر نام نہاد خودکش دھماکا اور حملہ کراکے ۴۳ قیمتی جانوں کو خاک وخون میں تڑپایا گیا۔ دوسری طرف اس کے ردعمل کے نام پر لنڈا مارکیٹ، لائٹ ہاؤس، چھانٹی لائن اور بولٹن مارکیٹ کی ہول سیل مارکیٹوں، دکانوں، گوداموں اور آفسوں پر مشتمل بلڈنگوں کو شرپسندوں نے آتش گیر مادہ پھینک کر آگ لگادی۔

شنید ہے کہ آگ لگانے سے قبل متعدد دکانوں اور مارکیٹوں کو باقاعدہ لوٹا بھی گیا، خصوصاً ایم اے جناح روڈ پر اسلحہ کی تین دکانوں کے شٹر توڑ کر ان سے اسلحہ لوٹ کر اس سے فائرنگ کی گئی اور تشدد و دہشت پھیلائی گئی، جب ان بند مارکیٹوں اور دکانوں کے مالکان کو اپنی متاع عزیز اور زندگی بھر کی پونجی کی تباہی، بربادی، لٹنے اور جلنے کا علم ہوا تو وہ تمام خطرات و خدشات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً وہاں پہنچ گئے، کہا جاتا ہے کہ کئی ایک نے اپنی دکانوں کا سامان نکالنا چاہا، مگر وہاں موجود دہشت گردوں نے ان کی اس سعی و کوشش کو ناکام بنادیا، اسی طرح اگر کسی نے خود سے آگ بجھانے کا عمل شروع کیا تو اس کو بھی اسلحہ کے زور پر وہاں سے بھگا دیا گیا۔

اسی طرح شنید ہے کہ شرپسندوں نے پہلے تو فائر بریگیڈ گاڑیوں کو فائر اسٹیشنوں سے باہر نکلنے نہیں آنے دیا اور جب وہ متاثرہ جگہ پہنچ گئیں تو پتھراؤ اور فائرنگ کرکے ان کو آگ بجھانے سے روک دیا، جب آگ نے شدت اختیار کرلی تو وہ ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری بلڈنگ کو اپنی لپیٹ میں لیتی گئی، یوں مسلسل چوبیس گھنٹے بے رحم آگ غریب ملک وقوم کے اربوں، کھربوں کے سرمائے کو راکھ کرتی چلی گئی اور نہایت بے بسی سے تاجر و دکاندار اپنی آنکھوں سے اپنی متاع عزیز کو جلتا دیکھتے رہے، جس کی وجہ سے متعدد تاجروں پر دل کا دورہ ہوا، کئی ایک ایسے بھی تھے جن کو فوراً ہسپتال لے جانا پڑا۔ الغرض دیکھتے ہی دیکھتے کروڑپتی دیوالیہ اور قلاش ہوگئے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق اس آگ سے تقریباً ساڑھے چار ہزار دکانیں بھسم ہوگئیں ہیں اور مجموعی اعتبار سے ۵ کھرب کا نقصان ہوچکا ہے، جس سے ہزاروں تاجر دیوالیہ ہوکر فٹ پاتھ پر آگئے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت، کراچی ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء)

ان روتے دھوتے اور ہچکیاں لیتے خانماں برباد تاجروں اور دکانداروں کی حوصلہ افزائی، تسلی، تشفی اور ان کو صبر و تلقین کرنے اور ان سے اظہار یکجہتی کے لئے کراچی بھر کے سربرآوردہ علماء کرام نے ان علاقوں کا دورہ کیا اور متاثرہ مارکیٹوں کے قریب کی جامع مسجد مدینہ میں پریس کانفرنس کرکے اس ظلم و تعدی کے

ازالہ اور مظلوموں کی اشک شوئی کے علاوہ ارباب اقتدار کو اس ظلم وتعدی کے وجوہ واسباب کے کھوج لگانے کی طرف متوجہ کیا۔

اخبارات اور میڈیا کی رپورٹوں اور تجزیہ نگاروں کے تجزیوں سے اس سانحہ کے اسباب ووجوہ کے بارہ میں مختلف ومتضاد اطلاعات ہیں، کچھ کا کہنا ہے کہ یہ سب کچھ کسی پیشگی منصوبہ کی تکمیل کا نتیجہ ہے، جبکہ بعض دوسروں نے اس کو ”طالبان“ کی کارروائی قرار دیا ہے اور خبر ہے کسی طالبان لیڈر کی جانب سے ذمہ داری قبول کرنے کا بیان بھی اخبارات کی زینت بن چکا ہے۔

لیکن بایں ہمہ بیدار مغز شہری پوچھتے ہیں کہ کچھ بھی ہو، سوال یہ ہے کہ جلوسوں کو مانیٹر کرنے والی انتظامیہ، سیکورٹی، پولیس اور رینجرز اس دوران کہاں تھی؟ اور ان کے نام نہاد کیمرے اور فضائی نگرانی کے دعوے کہاں گئے؟ اگر یہ سب کچھ کسی پیشگی منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں تھا تو نصب کیمروں اور فضائی نگرانوں کی فلموں کی مدد سے مجرموں کی نشاندہی کیوں نہیں کی جارہی؟ بالفرض اگر یہ سب کچھ نادیدہ قوتوں کا کیا دھرا ہے، تو یقیناً ان کی تصاویر جلوسوں کے راستوں پر نصب کیمروں اور فضائی نگرانوں کے نظام میں محفوظ ہوں گی، سوال یہ ہے کہ ان کیمروں کی فلموں اور ویڈیو کے ریکارڈ کی مدد سے مجرموں تک پہنچنے کی کوشش کیوں نہیں کی جاتی؟

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اتنا بڑا سانحہ اور ایسی تباہ کن آگ لگنے کے باوجود ایک ڈیڑھ گھنٹے تک شہر بھر کے فائر بریگیڈ کہاں غائب رہے؟ اور شہر بھر کی انتظامیہ کہاں سوتی رہی؟

الغرض یہ حکومت وانتظامیہ کی نااہلی اور ان کی ملک وقوم کے مفادات کے تحفظ سے بے اعتنائی اور سرد مہری کی کھلی دلیل ہے، ورنہ شہری دفاع اور شہری حکومت کا فرض تھا کہ سب کاموں سے پہلے اس تباہی کا تدارک کیا جاتا۔

اگر حکومت وانتظامیہ اپنے شہریوں کی جان ومال کا تحفظ نہیں کرسکتی تو بہرحال اس کو قوم پر مسلط رہنے کا کوئی حق نہیں، اسی طرح اگر وہ ان جلوسوں اور ان کے شرکا کا تحفظ نہیں کرسکتی تو کیا یہ مناسب نہ ہوتا کہ وہ جلوس کے ذمہ داروں کو صاف صاف کہہ دے کہ ہم آپ کا تحفظ نہیں کرسکتے، لہٰذا یا تو آپ یہ جلوس ہی بند کردیں یا پھر آپ کسی چاردیواری میں اپنی مذہبی رسومات ادا کیا کریں۔

بہرحال حکومت وانتظامیہ کا فرض ہے کہ وہ اس سازش کا کھوج لگائے اور جان ومال کی تباہی کے مرتکب مجرموں کو پکڑ کر عدالت کے کٹہرے میں لائے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچائے اور ہمارے ملکی خزانہ کی ریڑھ کی ہڈی اس تاجر برادری کے نقصانات کا ازالہ کرے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں ان کی بھرپور مدد کرے۔ یہی ملک وقوم اور تاجر برادری اور خود حکومت وانتظامیہ کے حق میں مفید ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مسلمان کے جان ومال اور خون کی حرمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے دوران کعبہ کو مخاطب کرکے فرمایا: ”کتنا پاکیزہ ہے اور کیسی خوشگوار ہے تیری فضا، کتنا عظیم ہے تو اور کتنا محترم ہے تیرا مقام، مگر اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، ایک مسلمان کے جان ومال اور خون کا احترام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے۔“

قاضی شریح بن حارثؒ کے عادلانہ فیصلے

حکیم محمود احمد ظفر

اسلام میں قضا کو بڑی اہمیت حاصل ہے، ویسے تو دنیا کے ہر مذہب میں قضا کو اہمیت دی جاتی ہے، لیکن اسلام نے اس کو ایک خصوصی اہمیت دی ہے، کیونکہ اگر عدلیہ آزاد اور خودمختار نہ ہو تو پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے، ظالم مظلوم پر ظلم کرنے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتا، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں، اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس دنیوی حیات میں قضا کا فریضہ خود ادا فرمایا اور قرآن حکیم کے فرمان کے مطابق آپ اس منصب پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے فائز کیے گئے تھے اور اہل ایمان سے صاف لفظوں میں یہ کہا گیا کہ تمام تنازعات میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاکم اور قاضی تسلیم کریں اور ان کے فیصلوں کو برضا و رغبت تسلیم کریں اور اس بارہ میں اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں ورنہ ان کا ایمان باقی نہیں رہے گا اور وہ ایمان کی حدود کو پھلانگ کر کفر کی حدود میں داخل ہو جائیں گے۔

مدینہ منورہ کے علاوہ بعض دوسرے علاقوں میں آپؐ نے مختلف لوگوں کو قاضی مقرر فرمایا، جیسے سیدنا علیؓ کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا اور علاء بن حضرمیؓ کو بحرین کا قاضی مقرر فرمایا۔

سیدنا ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں وہ خود قاضی تھے اور کتابوں میں آپؓ سے کئی مقدمات کا فیصلہ مرقوم ہے، جیسے علی بن ابی ماجدہ کا مقدمہ جس میں سیدنا ابوبکرؓ نے قصاص کا حکم دیا۔ (اخبار القضاۃ للوکیع، ج:۱ص:۱۰۲)

اسی طرح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں کیا، البتہ انہوں نے بعض چھوٹے چھوٹے مقدمات کے فیصلوں کے لئے مختلف لوگوں کو مقرر فرمایا، جن میں ایک یزید بن اخت النمر بھی تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: ”چھوٹے چھوٹے مقدمات کا بوجھ تم اٹھالو“ چنانچہ وہ درہم وغیرہ کے مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے، آپؓ کے عہد خلافت میں سیدنا زید بن ثابتؓ کا اجلہ قضاۃ میں شمار ہوتا ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کی عادت یہ تھی کہ وہ قضاۃ کا امتحان لینے کے لئے بعض مرتبہ خود مدعی یا مدعا علیہ بن کر عدالت میں حاضر ہوتے، چنانچہ ایک مرتبہ ان میں اور سیدنا ابی بن کعبؓ میں کچھ نزاع پیدا ہو گیا، سیدنا ابی بن کعبؓ نے مدینہ کے قاضی سیدنا زید بن ثابتؓ کے پاس حضرت عمرؓ کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا، سیدنا عمرؓ ایک مدعا علیہ کی حیثیت سے سیدنا زید بن ثابتؓ کی عدالت میں حاضر ہوئے، جونہی آپ عدالت میں داخل ہوئے سیدنا زیدؓ نے ان کی امیر المومنین ہونے کی وجہ سے بڑی تعظیم کی، سیدنا عمرؓ نے فرمایا: یہ تمہارا پہلا ظلم ہے، یہ کہہ کر آپؓ سیدنا ابی بن کعبؓ کے برابر بیٹھ گئے، سیدنا ابی بن کعبؓ نے قاعدہ کے مطابق سیدنا عمرؓ سے قسم لینا چاہی، کیونکہ سیدنا عمرؓ نے ابی بن کعبؓ کے دعویٰ کا انکار کیا تھا اور سیدنا ابی بن کعبؓ گواہ پیش نہیں کر سکے تھے، سیدنا زید بن ثابتؓ نے امیر المومنین کے رتبے کا لحاظ کرتے ہوئے سیدنا ابی بن کعبؓ سے درخواست کی کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو، سیدنا عمرؓ سیدنا زیدؓ کی اس بات پر سخت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا: کیا سب ہی لوگوں کے مقدمات میں تم اسی طرح فیصلہ کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! اس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا: جس طرح تم دوسرے لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے ہو، اسی طرح ہمارے درمیان بھی فیصلہ کرو، اب سیدنا زیدؓ نے سیدنا عمرؓ کو حلف اٹھانے کا حکم دیا، سیدنا عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میری اس زمین پر ابی بن کعبؓ کا کوئی حق نہیں ہے، اس طرح اس مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ سیدنا عمرؓ نے اس موقع پر ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا، جس کو تاریخ نے اپنے سینہ میں محفوظ کیا ہوا ہے:

”زیدؓ اس وقت تک منصب قضا کے اہل نہیں ہو سکتے، جب تک عمرؓ اور ایک عام شخص ان کے نزدیک برابر نہ ہو۔“

سیدنا عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے جوہر شناسی کا ملکہ ودیعت فرمایا تھا، لیکن آپؓ نے قضاۃ کے انتخاب میں گورنروں کے انتخاب کی طرح بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ اپنی وہبی صلاحیتوں کا ثبوت دیا، جس کی سب بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ خود فقہ و شریعت کے عالم اور ماہر تھے اور ان کی نظر کی رسائی اور گیرائی میں اس وقت ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے:

”عمرؓ کا علم اگر ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور عرب کے تمام قبائل کا علم دوسرے پلڑے میں تو بھی عمرؓ کا پلڑا بھاری رہے گا۔“

سیّدنا عمرؓ نے سیّدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کو عراق کا قاضی بنا کر بھیجا تو انہیں ایک خط لکھا، جس میں قضاۃ کے نام ایک ہدایت نامہ تھا، خط میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المومنین کی طرف سے

عبداللہ بن قیسؓ کے نام!

السلام علیکم............امابعد!

واضح ہو کہ فصل مقدمات ایک اہم فریضہ ہے، جس پر ہر زمانہ میں عملدرآمد ہوتا رہا ہے، جب کوئی مقدمہ تمہارے پاس آئے تو اس کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھو اور جب صحیح فیصلہ سمجھ میں آجائے تو اسے نافذ کردو، کیونکہ زبانی فیصلہ بے سود ہے تاوقتیکہ اسے عملاً نافذ نہ کیا جائے۔ مدعی اور مدعا علیہ کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرو، کسی ایک فریق سے بات کرنے یا عدالت میں بٹھانے یا انصاف کرنے میں کوئی امتیاز نہ برتو تاکہ ''بڑا آدمی'' یہ توقع نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ رعایت کروگے اور ''غریب'' اور ''کمزور'' کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ اس کے ساتھ ناانصافی سے پیش آؤ گے، جو شخص دعویٰ کرے اس سے گواہ مانگے جائیں اور جو دعویٰ نہ مانے (یعنی مدعا علیہ) اس سے قسم لی جائے۔ مسلمان کے درمیان صلح کرانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے قرآن حکیم کا کوئی قانون نہ ٹوٹے اور اگر کل تم نے کوئی فیصلہ کیا اور آج اس سے بہتر فیصلہ تمہاری عقل اور سمجھ بوجھ نے تمہیں سمجھا دیا تو اپنے پہلے فیصلے کو رد کر سکتے ہو، اس لئے کہ حق ازلی ہے اور اس کی طرف رجوع کرنا غلطی پر اڑے رہنے سے بہتر ہے۔ جس مسئلہ میں شبہ ہو اور وہ تمہیں قرآن وحدیث میں نہ ملے تو اس پر غور کرو، پھر غور کرو اور اس کی امثال ونظائر کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے قیاس واجتہاد سے کام لو، کوئی شخص اگر اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے مہلت مانگے تو اسے مہلت دو اور اگر وہ گواہ پیش کردے تو اس کا حق دلوادو ورنہ مقدمہ خارج کردو، اس سے شک مٹے گا اور ظلم وستم کی سیاہی دور ہوگی، ہر مسلمان ثقہ ہے سوائے ان اشخاص کے جنہیں کسی جرم میں کوڑے لگائے جاچکے ہوں یا جنہوں نے جھوٹی گواہی دی ہو یا ولد ونسب میں مشکوک ہوں، تمہاری چھپی ہوئی بداعمالیوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا میں قانونی سزا سے بچنے کے لئے اس نے گواہی حلف کو ضروری قرار دیا ہے، خبردار! تمہارے دل میں اہل مقدمہ سے خفگی، اکتاہٹ یا چڑچڑاپن پیدا نہ ہو، کیونکہ جو شخص حق وانصاف کے موقع پر حق و انصاف قائم کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے انعام اور اچھی شہرت کا مستحق ہوجاتا ہے، جس کسی نے اپنی نیت درست رکھی اس کے اور لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کافی ہے اور جو ان سے بناوٹی اخلاق کے ساتھ پیش آیا، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے رزق اور رحمت کی امید نہ رکھو'' والسلام

(سنن دار قطنی ص:۵۱۳، عیون الاخبار لابن قتیبہ، ج:۱ص:۶۶، البیان والتبیین جاحظ ج:۲ص:۲۱۳، نہایۃ الادب نویری ج:۶ص:۲۵۷، اعلام الموقعین ج:۲ص:۲۷۱، مبسوط سرخسی ج:۱ص:۶۰-۶۵، عمر بن خطاب لابن جوزی ص:۱۳۵، مقدمہ ابن خلدون مصری ج:۱ص:۱۸۳ وغیرہ)

ایک روایت میں جو قاضی شریحؒ سے مروی ہے، یہ ہے کہ انہوں نے سیّدنا عمرؓ کو لکھا کہ فیصلے کس طرح کئے جائیں؟ آپؓ نے ان کے جواب میں لکھا:

''کتاب اللہ کے مطابق... اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ کے مطابق اور اگر کتاب اللہ میں بھی نہ ہو اور سنت رسول اللہ میں بھی نہ ہو تو پہلے اکابر امت جو فیصلے کرچکے ہیں، ان کے مطابق فیصلے کرو اور اگر پہلے صالحین امت بھی اس پر کچھ فیصلے نہ کر پائے ہوں تو چاہو تو آگے بڑھو (یعنی اجتہاد کرلو) اور چاہو تو رک جاؤ (یعنی یہاں لکھ بھیجو) اور میرے خیال میں تمہارے لئے رکنا بہتر ہے۔''

(نسائی ج:۲ ص:۳۰۵)

قضا کے یہ اصول جو سیّدنا عمرؓ نے چودہ سو برس قبل مقرر فرمائے آج بھی اکثر مہذب قوموں کا عدالتی نظام انہی اصولوں پر قائم ہے، یہ وہ پائیدار اصول ہیں جو زمانے کی کروٹوں کے ساتھ تبدیل نہیں ہوئے اور جن کی شروحات قانون کی سینکڑوں کتابوں میں لکھی گئیں۔

جب کوفہ آباد ہوا تو سیّدنا عمرؓ نے قاضی شریحؒ کو کوفہ کا قاضی مقرر فرما دیا، ان کو قاضی مقرر کرنے کا واقعہ یوں ہوا کہ سیّدنا عمرؓ نے پسند کی شرط پر ایک شخص سے گھوڑا خریدا اور اس کی آزمائش کے لئے اس پر سوار ہوئے، گھوڑا چوٹ کھا کر داغی ہوگیا، سیّدنا عمرؓ نے اس کو واپس کرنا چاہا، مالک نے واپس لینے سے انکار کردیا، سیّدنا عمرؓ نے فرمایا: کسی کو اس بارہ میں ثالث بنالو، مالک نے عرض کی: ''شریح عراقی'' دونوں شریحؒ کی ثالثی پر رضامند ہوکر ان کے پاس پہنچے۔ شریحؒ نے فریقین کے دلائل سن کر کہا: اگر گھوڑے کے مالک سے اجازت لے کر سواری کی گئی

تھی گھوڑا واپس کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ سیدنا عمرؓ نے فیصلہ سن کر فرمایا: حق یہی ہے اور شریحؒ کو کوفہ کا قاضی مقرر فرمادیا، جہاں وہ ساٹھ برس تک اس منصب پر قائم رہے۔ (اخبار القضاۃ ج:۲ ص:۱۹۱، کتاب الاوائل الباب السابع ذکر القضاۃ)

اس سلسلہ میں ایک اور روایت بھی ہے کہ گھوڑا امتحان میں داغی نہیں بلکہ ہلاک ہوگیا تھا، سیدنا عمرؓ نے اس کو واپس کرنا چاہا، اس پر تنازعہ ہوا اور قاضی شریحؒ حکم مقرر ہوئے، انہوں نے فیصلہ کیا کہ جس کو خریدا ہے اسے لے اور جس حالت میں لیا تھا، اسی حالت میں واپس کرو، اس فیصلہ کو پسند فرماتے ہوئے سیدنا عمرؓ نے انہیں کوفہ کا قاضی مقرر فرمایا۔ (طبقات ابن سعد، ج:۶ ص:۹۱)

قاضی شریحؒ نے ساٹھ برس تک اس خدمت کو نہایت دیانت وامانت اور خوش اسلوبی سے ادا کیا کہ آج تک ان کا نام سنہری حروف میں اسلام کی تاریخ میں درج ہے، سیدنا عمرؓ نے پانچ سو دینار تنخواہ مقرر فرمائی۔ (طبقات ابن سعد، ج:۶ ص:۹۵)

قاضی شریحؒ کون تھے؟

قاضی صاحب کا نام شریح تھا اور کنیت ابوامیہ تھی، باپ کا نام حارث کندی تھا، یہ نسلاً عرب نہ تھے بلکہ ان عجمی خانوادوں میں سے تھے جو کندہ کے حلیف بن کر یمن میں آباد ہوگئے تھے، یہ تابعین میں سے تھے، اگرچہ یہ عہد رسالت میں موجود تھے لیکن آپ سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا اور دولت زیارت سے محروم رہے۔ (الاصابہ ج:۲ ص:۲۰۲)

ایسا ہی ابن سعدؒ اور حافظ ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے۔ قرآن وحدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے، لیکن حافظ حدیث ہونے کے باوجود ان کا خاص فن فقہ تھا اور ''فقیہ'' ان کا لقب تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج:۱، ص:۵۱)

ابن خلکان نے لکھا:

''قاضی شریح امور قضا کے علم میں ممتاز، ذہین و ذکی، صاحب معرفت، دانشمند اور عقل میں نہایت پختہ تھے، حافظ ابن عبدالبرؒ نے کہا ہے کہ باکمال شاعر تھے اور ان چار بزرگوں میں سے تھے جنہیں ''اطلس'' کہا جاتا ہے، وہ بزرگ چار یہ ہیں: عبداللہ بن زبیرؓ، قیس بن سعد بن عبادہؓ، احنف بن قیسؒ جن کا نام حلم و بردباری کے معاملہ میں ضرب المثل ہے اور قاضی شریحؒ اور اطلس اس کو کہتے ہیں جس کے چہرہ پر داڑھی کے بال نہ آئے ہوں۔''

(وفیات الاعیان، ج:۲، ص:۴۶۱)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک علمی مذاکرہ کے بعد ''افضل الناس'' یا ''افضل العرب'' قرار دیا۔ (وفیات الاعیان، ج:۲، ص:۴۶۳)

امام وکیع نے ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ ایک بار سیدنا علیؓ کی مجلس میں لوگ مختلف سوالات کررہے تھے، قاضی شریحؒ نے بھی بہت سے سوالات کئے۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے جوابات دیئے اور فرمایا: ''قم فانک اقضی العرب''... جاؤ تم عرب کے بہترین قاضی ہو... ظاہر ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اقضاھم علی'' کہا ہے وہ اگر قاضی شریحؒ کو ''اقضی العرب'' کہہ دے تو یہ قاضی شریحؒ کے لئے ایک بہت بڑی سند کا درجہ رکھتی ہے۔

(اخبار القضاۃ، ج:۲، ص:۱۹۴، تہذیب الاسماء، ج:۱، ص:۲۴۳)

فیصلوں میں عدل وانصاف

قاضی کا کام عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرکے مستغیث کو عدل دلانا ہوتا ہے، یہ ایک قاضی کا سب سے مقدم فرض اور سب سے بڑا وصف ہے اور وہ فیصلہ کرنے میں کسی خارجی اور داخلی اثر سے متاثر نہ ہو اور کسی حالت میں بھی حق وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے، قاضی شریح میں یہ وصف بدرجہ کمال موجود تھا اور انہوں نے عدل وانصاف کے مقابلہ میں کبھی بھی کسی بڑی سے بڑی شخصیت اور بڑے سے بڑے تعلق کی پرواہ نہیں کی، اگر ان کا اپنا لڑکا بھی قانون کی زد میں آجاتا تو اس کی بھی پرواہ نہ کرتے، چنانچہ ایک مرتبہ ان کے لڑکے نے ایک ملزم کی ضمانت دی، ملزم بھاگ گیا، شریح نے اس کے بدلہ میں اپنے لڑکے کو قید کردیا۔

بات دراصل یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں قاضیوں کا کردار بڑا تابناک ہے، وہ عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت سے بھی متاثر نہیں ہوئے، آج کل کے قاضی تو حاکم وقت کا اشارہ پاتے ہی اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے حق وانصاف کا خون کردیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے عدل وانصاف سے کام لیا ہے۔

تاریخ اسلام میں ایک قاضی سوار بن عبداللہ تھے، علم میں ممتاز اور حق وانصاف کے معاملہ میں جری، ایک مرتبہ بصرہ کا پولیس آفیسر (انسپکٹر جنرل) عقبہ بن مسلم الہنائی تھا، جو اپنے ظلم وستم میں مشہور تھا، اس نے ایک شخص کو جو سمندر سے ایک ہیرا نکال کر لایا تھا، گرفتار کیا اور اس سے وہ ہیرا چھین لیا، اس شخص کی بیوی نے قاضی سوارؒ کے پاس درخواست دی، قاضی سوار نے پولیس انسپکٹر جنرل سے جواب طلب کیا، اس نے قاضی سوار کو برا بھلا کہا، کیونکہ پولیس انسپکٹر ہونے کا نشہ دماغ کو چڑھا ہوا تھا، قاضی سوارؒ نے اسے لکھا:

''واللہ لئن لم تطلق الرجل وترد علیه جوهرته، لاتینک فی ثیاب بیاض مشیاً ولأدمن علیک بغیر سلاح ولا رجال، ولا قتلنک یتحدث الناس بها۔''

(اخبار القضاۃ ج:۲ ص:۵۷)

انہی قاضی سوارؒ کا ایک اور واقعہ ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور جو عباسی خلافت کا درشاہسوار تھا، کے دربار میں ایک مرتبہ قاضی صاحب تشریف لائے اور کہا: السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خلیفہ نے جواب دیا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ابو عبداللہ! قریب آؤ، انہوں نے کہا: امیر المؤمنین! سلف کے طریق پر قریب آؤں یا آج کے لوگوں کے بنائے ہوئے طریقہ پر؟ خلیفہ نے کہا نہیں، سلف کے طریقہ پر۔ قاضی سوارؒ آگے بڑھے اور بیٹھ گئے... ابو جعفر منصور کا انہوں نے ہاتھ نہیں چوما، ابو جعفر کو چھینک آ گئی ''الحمدللہ'' کہا، تو انہوں نے ''یرحمک اللہ'' کہا، جب قاضی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو منصور انہیں دیکھتا رہا اور ان کے جانے کے بعد کہا:

''اتزعمون ان هذا یحابی؟

واللہ! ماحابی فی عطسۃ۔''

ترجمہ: ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ کسی معاملہ میں جانبداری کریں گے؟ جب کہ یہ چھینک کے معاملہ میں میری رعایت نہیں کرسکے۔'' (اخبار القضاۃ ج:۲ ص:۸۸)

ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے انہیں کسی معاملہ میں کوئی حکم لکھ کر بھیجا، قاضی صاحب نے جب حکم نامہ پڑھا تو وہ حق وانصاف کے یکدم خلاف تھا، قاضی سوارؒ نے حکم نافذ کرنے سے انکار کردیا، خلیفہ ناراض ہوئے لیکن لوگوں نے ان سے کہا: قاضی سوارؒ کا عدل وانصاف اور حق پرستی آپ کی خلافت کے لئے زینت ہے، یہ سن کر خلیفہ خاموش ہوگیا۔

(اخبار القضاۃ ج:۲ ص:۹۰)

واقعی اگر ایسے قاضی دنیا میں آج پیدا ہوجائیں تو لوگوں کو حصول انصاف میں کوئی مشکل نہ ہو اور انصاف لوگوں کو ان کی دہلیز پر ملے، اسلامی حکومتوں میں قاضی کی ایک خاص حیثیت ہوتی تھی، وہ ہر قسم کی عزت واحترام کا مستحق سمجھا جاتا تھا اور پھر آنے والے وقتوں کے قاضیوں نے انتظامیہ کے خلاف فیصلے کرنے میں بھی کوئی پس وپیش نہ کی، چنانچہ کتابوں میں مرقوم ہے کہ کوفہ میں عدالت کا اجلاس ہورہا تھا اور قاضی شریک بن عبداللہ مقدمات کی سماعت کررہے تھے، باہر لوگوں کا ایک ہجوم تھا جن کے مقدمات کی شنوائی اس عدالت میں ابھی ہونی تھی، اس ہجوم میں ایک بڑھیا بھی کھڑی تھی، جس کے چہرے سے فکر وملال ٹپک رہا تھا اور ضعف ومسکنت کے آثار بھی نمایاں تھے، جب وہ اپنی باری پر قاضی صاحب کے حضور پیش ہوئی تو قاضی صاحب نے پوچھا: بی بی کیا معاملہ ہے؟ اس نے بھرائی ہوئی اور نمناک آنکھوں سے کہا کہ: امیر المؤمنین نے مجھ پر ظلم کیا ہے؟ میں اس کی فریاد لے کر آپ کے پاس آئی ہوں، جب قاضی صاحب نے تفصیل پوچھی تو اس نے بتایا: دریائے فرات کے کنارے میرا انگوروں کا ایک باغ تھا جو مجھے ورثہ میں ملا تھا، میرے باپ کے انتقال کے بعد میرے بھائیوں نے اسے تقسیم کیا تو میں نے اپنے حصے کو دیوار بنا کر ان سے علیحدہ کرلیا اور باغ کی نگرانی اور حفاظت کے لئے ایک ملازم رکھ لیا، کچھ عرصہ کے بعد گورنر موسیٰ نے میرے بھائیوں کے حصے کا باغ خرید لیا اور میرے حصہ پر حریصانہ نظریں گاڑ دیں، چنانچہ اس نے مجھے برملا باغ فروخت کرنے کا کہہ دیا، لیکن میں نے اسے فروخت کرنے سے انکار کردیا، ایک روز گورنر موسیٰ چند نوجوانوں کے ساتھ آیا تو اس دیوار کو گرانے کا حکم دیا، جو میں نے تعمیر کی تھی، یہ واقعہ بیان کرکے اس پریشان عورت نے کہا: اے قاضی! میں اب تیرے پاس اپنا حق لینے آئی ہوں اور یہ اعلان عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوکر کرتی ہوں کہ میں اپنا باغ گورنر موسیٰ کے ہاتھ ہرگز ہرگز نہیں فروخت کروں گی۔

قاضی شریک بن عبداللہ نے یہ واقعہ بڑے غور سے سنا اور جونہی اس عورت نے بات ختم کی تو قاضی صاحب نے لمحہ بھر کے لئے سر جھکایا پھر آواز دی: غلام! جب غلام حاضر ہوا تو قاضی نے ایک سمن پر اپنی مہر لگا کر اسے دی اور کہا کہ گورنر موسیٰ کو اپنے ساتھ لے کر آؤ، غلام جب سمن لے کر گورنر کے گھر گیا اور اس کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا تو گورنر یہ فقرہ سن کر لال پیلا ہوگیا اور غصہ کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے چنگاریاں جھڑنے لگیں، اس نے اسی وقت اپنے باڈی گارڈ افسر کو بلایا اور حکم دیا کہ فوراً قاضی شریک کے پاس جاؤ اور انہیں میری طرف سے کہو کہ تم بھی عجیب آدمی ہو کہ ایک عورت کا بالکل جھوٹا دعویٰ تم نے تسلیم کرلیا اور اب مجھے اس کے دوش بدوش کھڑا کرنے کے لئے عدالت میں بلا رہے ہو، تمہیں میرے منصب کا کچھ تو لحاظ ہونا چاہئے، وہ افسر قاضی شریک کے مزاج سے بخوبی آشنا تھا، اس نے عرض کی کہ آپ میری جگہ کسی اور شخص کو قاضی صاحب کے پاس بھیج دیں تو بہتر ہوگا لیکن گورنر نہ مانا، ناچار اس افسر کو جانا پڑا، چنانچہ اس افسر نے قاضی شریک کی عدالت میں حاضر ہوکر گورنر کا پیغام دیا، قاضی صاحب نے اسی وقت سپاہی کو بلا کر حکم دیا کہ اس شخص کو پکڑ کر جیل میں ڈال دو، گورنر کو جب پتہ چلا کہ قاضی صاحب نے باڈی گارڈ افسر کو جیل بھیج دیا ہے تو وہ اور سیخ پا ہوگیا، اب اس نے اپنا حاجب قاضی صاحب کے پاس بھیجا، اس نے کہا: ''قاضی صاحب! گارڈ افسر تو صرف گورنر کا پیغام لے کر آیا تھا، لیکن آپ نے اسے جیل میں بھیج دیا۔ قاضی صاحب نے اسی وقت سپاہی کو آواز دی جب وہ آیا تو کہا کہ اس حاجب کو بھی گارڈ افسر کے ساتھ جیل میں بند کردو۔''

شام کے قریب گورنر کو پتہ چلا کہ قاضی شریکؒ نے حاجب کو بھی جیل بھیج دیا ہے تو زخمی سانپ کی

طرح تڑپنے لگا، اس کی حالت دیدنی تھی، اسے کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی، آخر اس نے معززین شہر کو بلایا جن میں کئی لوگ قاضی شریک کے دوست احباب بھی تھے اور انہیں کہا کہ آپ قاضی شریکؒ بن عبداللہ کے پاس جائیں اور انہیں بتائیں کہ آپ نے میری توہین کی ہے، میں کوئی عام شہری نہیں ہوں کہ عدالتوں کی حاضری دیتا پھروں، پھر اس نے میرے پیغام بروں کو بھی جیل میں ڈال دیا ہے۔ معززین کوفہ اور قاضی شریکؒ کے دوست ان کے ہاں گئے اور انہیں گورنر کا پیغام پہنچایا۔ قاضی صاحب کو غصہ آ گیا اور انہوں نے ان حضرات سے مخاطب ہو کر کہا: ''تم لوگ مجھے بات کہنے آئے ہو جس کا تمہیں کوئی حق نہیں'' پھر اس نے خدام کو آواز دی اور کہا: ان سب کو پکڑ کر جیل میں ڈال دو، انہوں نے حیرانی سے پوچھا کہ آخر ہمارا جرم کیا ہے؟ ''تم لوگ فتنہ ہو، حق کی راہ میں مزاحم اور قوانین شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ بن رہے ہو، تمہاری سزا قید ہی ہو سکتی ہے تا کہ تم آئندہ کسی ظالم کا پیغام نہ لاؤ، گورنر موسیٰ کو جب قاضی شریکؒ کی اس بات کا پتہ چلا تو وہ غصہ سے لال بھبوکا ہو گیا، فوراً اپنا گھڑ سوار دستہ لے کر جیل خانے پہنچا اور داروغہ جیل سے ان تمام قیدیوں کو رہا کروادیا جن کو قاضی صاحب نے جیل میں قید کیا تھا، اگلے روز صبح قاضی صاحب عدالت لگائے بیٹھے تھے کہ داروغہ جیل حاضر ہوا اور گزشتہ روز کی ساری روئیداد قاضی صاحب کے گوش گزار کردی اور بتایا کہ گورنر موسیٰ نے ان سب قیدیوں کو رہا کردیا ہے جن کو آپ نے جیل بھجوایا تھا۔

قاضی صاحبؒ نے جونہی یہ سنا فوراً کھڑے ہوئے، عدالت برخاست کردی اور گھر پہنچے غلام سے کہا: میرا سامان گھر پہنچادو، غلام نے پوچھا: کیا جناب منصب عدالت چھوڑ دینا چاہتے ہیں؟ قاضی صاحب نے جواب دیا:

''بخدا! ہم نے یہ منصب امیرالمومنین سے مانگا نہیں تھا بلکہ انہوں نے خود زبردستی یہ کام ہمارے سپرد اس شرط پر کردیا تھا کہ وہ یا ان کا کوئی اہلکار عدالت کے کام میں مداخلت نہیں کرے گا، آج یہ مداخلت ہوئی ہے لہٰذا یہ منصب انہیں واپس لوٹانے جارہا ہوں۔''

گورنر موسیٰ کو جب یہ خبر ملی کی قاضی شریکؒ نے استعفیٰ دے دیا ہے اور وہ بغداد خلیفہ کے پاس جارہے ہیں، اب گورنر بجائے غصہ میں آنے کے گھبرایا، چنانچہ اس نے فوراً باڈی گارڈ دستہ ساتھ لیا اور قاضی صاحبؒ کو بغداد کے راستہ میں جالیا اور لگا منت سماجت کرنے اور عرض کی کہ آپ واپس تشریف لے چلیں اور اپنے فرائض ادا کریں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ چاہیں گے وہی کروں اور وہی کچھ ہوگا۔ قاضی صاحبؒ نے کہا کہ جب تک وہ سب لوگ جیل نہیں چلے جاتے جو کل تونے رہا کئے ہیں، میں یہاں سے ہرگز واپس نہیں جاؤں گا، ورنہ امیرالمومنین مہدی کے دربار میں جاؤں گا اور جو بوجھ انہوں نے میرے کندھوں پر لاد رکھا ہے وہ ان کے سامنے اتار کر ان کی خدمت میں رکھ دوں گا۔ گورنر موسیٰ نے فوری طور پر اس شرط کو مان لیا، ان سب لوگوں کو فوری طور پر جیل بھجوادیا، اب قاضی صاحبؒ نے خدام سے فرمایا کہ گورنر کی سواری کی لگام پکڑ کر انہیں میری عدالت میں حاضر کرو، گورنر عدالت میں حاضر کیا گیا اور مظلوم عورت کے ساتھ کھڑا کیا گیا، قاضی صاحبؒ نے اس عورت سے کہا: بی بی! فریق ثانی حاضر ہے، جو کچھ کہنا ہے بے خوف ہو کر کہو، عورت نے وہ پہلی تمام داستان دہرائی، اب قاضی صاحب نے گورنر سے پوچھا: اس خاتون نے جو دعویٰ دائر کیا ہے، اس کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟ گورنر نے جواب دیا: یہ بالکل درست کہتی ہے۔ قاضی صاحبؒ نے کہا: جو دیوار آپ نے گرائی تھی، ویسی ہی نئی دیوار فوراً بنوادیجئے۔ چنانچہ قاضی کے احکام کی تعمیل کی گئی، عورت قاضی صاحبؒ کو دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی اور قاضی شریک بن عبداللہؒ نے حق وانصاف کی تاریخ میں ایک روشن ورق کا اضافہ کیا۔ (جاری ہے)

حلقہ گلشن حدید میں ایک فکری نشست

کراچی (مولانا محمد اسحق) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیراہتمام حلقہ گلشن حدید میں جامع مسجد توحید فیز 1 میں ۲۰ دسمبر بروز اتوار بعد نماز عصر علماء کرام کی ایک فکری نشست منعقد ہوئی، جس میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور اس کے سدباب کے لئے علماء کرام سے مشاورت ہوئی۔ یہ اجلاس مولانا احسان اللہ ہزاروی کی سرپرستی میں ہوا، جس کی صدارت مولانا حسن ربانی امام وخطیب جامع مسجد باب رحمت نے کی۔ مولانا حسن ربانی نے اپنے بیان میں ایک تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ علاقے میں ایک لائبریری کا قیام انتہائی ضروری ہے اور ہفت واری درس کا تمام علماء کرام اہتمام کریں اس مشن کو اپنے گلی محلوں میں عام کریں اور متحرک رہیں انشاء اللہ یہ فتنہ اپنی موت آپ مرجائے گا۔ مولانا صالح محمد نے کہا کہ ہمیں قادیانیوں کے ساتھ ساتھ قادیانی نوازوں پر بھی نظر رکھنی ہوگی۔ مولانا سرفراز نے کہا کہ ہمیں اس کام کو سیکھ کر کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں تربیتی نشستوں کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اسی طرح دیگر علماء کرام نے بھی اپنے اپنے انداز میں بہت مفید آراء دیں تمام علماء کرام نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ختم نبوت کے حوالے سے ہمیں جو بھی ذمہ داری دی گئی، ہم اس میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں کریں گے۔

احکامِ قرآن سے روگردانی

عبدالحمید قدرت اللہ

سورۂ فرقان میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی چند صفات سلسلہ وار بیان فرماتا ہے، ساتویں صفت آیت ۷۳ میں ہے کہ اللہ کے بندہ وہ ہیں کہ

"جب انہیں اللہ کی آیات سمجھائی جاتی ہیں تو وہ ان پر اندھے بہرے ہوکر نہیں گرتے۔" (یعنی انہیں غور وفکر کے بعد اپناتے ہیں)

"قرآن الحکیم علم ہے۔" (البقرہ:۱۴۵)

خالق کائنات کا تخلیق کردہ علم، جو اتنا ہی باقاعدہ اور حسب الاصول ہے جتنا کہ کائنات کے قواعد اور اصول، اور یہ علم بھی انسان کی بہتری کے لئے اتارا گیا، کسی بھی علم کا حصول ایک وقت طلب مرحلہ اور طویل المدتی عمل ہوتا ہے۔ حصول علم میں کوئی شارٹ کٹ نہیں ہوتے۔ علم القرآن میں بھی کوئی شارٹ کٹ نہیں، اسی لئے قرآن میں غور وتدبر کرنے کا حکم بار بار آیا ہے، کیونکہ ہدایت سمجھے بغیر اس کی مکمل تعمیل ممکن نہیں، یہ کہنا کہ:

"علموں بس کریں اویار اَنو الف تینوں درکار"

خود فریبی کے سوا کچھ نہیں، ایسے ہی مفروضوں کا نتیجہ ہے کہ ملت آج ایسی تباہ کن برائیوں میں مبتلا ہے جنہیں جڑ سے اکھاڑ دینے کا حکم قرآن وسنت میں موجود ہے، ایسے مسلم معاشرے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ:

"اے رب میری قوم نے قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔" (الفرقان:۳۰)

"اور اللہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی نافرمان قوم سے لاتعلق رہنے کا حکم دیتا ہے۔" (الشعراء:۲۱۶)

گویا یوم الحساب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نافرمانوں سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ: "یہ ایک ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے۔" ابن مسعودؓ نے فرمایا: "ہم پر قرآن کے الفاظ حفظ کرنا مشکل اور ان پر عمل کرنا آسان تھا، بعد میں آنے والوں پر قرآن حفظ کرنا آسان اور ان پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔" یہ قول حکمت ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا: "کتنے ہی قرآن کی تلاوت کرنے والے ایسے ہیں، جن پر قرآن لعنت بھیجتا ہے۔" یہ بھی قول حکمت ہے۔ اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو قرآن کی تلاوت تو کریں، لیکن قرآنی احکام اور اصولوں پر عمل پیرا نہ ہوں۔

علامہ ابن قیمؒ نے ترک قرآن کی وضاحت اس طرح فرمائی:

۱:... قرآن پر ایمان اور اس کی تلاوت کے باوجود اس کے حلال وحرام کو ترک کر دینا۔

۲:... قرآن کے مطابق فیصلے کرنے کو ترک کر دینا۔

۳:... قرآن میں تدبر اور تفکر کو ترک کر دینا۔

مغل بادشاہ اکبر کے عہد میں ترک قرآن کا اظہار ایسے بھی ہوا کہ پرتگالی پادریوں نے کسی آیت پر اعتراض اٹھایا تو عہد کے ممتاز درباری علما نے بجائے اس کے کہ اعتراض کا قاطع جواب دیتے باہمی مشورے کے بعد مذکورہ آیت کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ پادریوں نے مذکورہ آیت کی نشاندہی کر دی۔ دراصل ان علماء کی زبان فارسی تھی اس لئے فہم قرآن میں مشکل درپیش رہتی تھی۔

اس مشکل کو بعد میں امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے دور کیا، ہند میں شاہ ولی اللہ جیسا صاحب اسرار الکتاب کم ہی پیدا ہوا، آپ نے فرمایا کہ "قرآن اس لئے نہیں آیا کہ جس طرح دوسری اقوام منتر پڑھا کرتی ہیں، ہم بھی قرآن کو سمجھے بغیر پڑھتے رہیں، یہ کتاب انسانی زندگی کے متعلق حقائق کو بے نقاب کرتی ہے۔ اس کے نازل ہونے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اسے سمجھیں اور ان حقائق کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں" فہم قرآن میں سہولت کے لئے شاہ صاحبؒ نے قرآن کا ترجمہ فارسی میں کیا جو ۱۷۳۸ء میں مکمل ہوا، علما کو ترجمے کی خبر ملی تو وہ تلواریں لہراتے ہوئے پہنچے کہ یہ کلام اللہ کی انتہائی بے ادبی ہے۔ شاہ صاحبؒ کو دہلی کے باہر روپوش کر دیا گیا۔ آخر ترجمے کی افادیت تسلیم کی گئی اور فارسی دانوں کے لئے قرآن فہمی میں سہولت پیدا ہوئی، آپ کے فرزند شاہ عبدالقادرؒ نے قرآن کا پہلا اردو ترجمہ ۱۷۹۰ء میں مکمل کیا اور ہند کے عامۃ الناس ہدایت الٰہی سے براہ راست متعارف ہوئے۔

قرآن فہمی کا ایک انوکھا واقعہ اور اس کے حیرت انگیز نتائج کا مطالعہ بھی عبرت آموز ہے:

تاریخ عالم میں قرآن الحکیم کا پہلا ترجمہ یورپ کے پادریوں نے لاطینی زبان میں کیا جو اس

عہد میں یورپ کی مشترکہ علمی زبان تھی، اس ترجمے کا آغاز شاہ صاحبؒ کے ترجمے سے بھی قریباً ۶۰۰ سال قبل ۱۱۴۳ء میں ہوا، یعنی پہلی صلیبی جنگ کے بعد اور یہ ترجمہ ۱۲۴۳ء میں چھٹی صلیبی جنگ کے بعد مکمل ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس ترجمے کا مقصد تلاوت برائے ثواب نہ تھا، تجسس یہ تھا کہ آخر مسلمان اپنی مذہبی کتاب کو کتاب دانائی (قرآن الحکیم) کیوں کہتے ہیں؟ اس میں کون سی دانائی ہے؟ انہیں قرآن میں دانائی کی تلاش تھی، قرآنی اصول ہے کہ:

"انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ
کوشش کرتا ہے۔" (نجم:۳۹)

اور اللہ نے قرآن کو تمام لوگوں کے لئے دانش وبصیرت لیکن مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت قرار دیا ہے۔ (جاثیہ:۲۰، اعراف:۲۰۳)

حیرت ہے کہ یورپ کے پادریوں کو ترجمہ قرآن کا خیال صلیبی جنگوں سے قبل کیوں نہ آیا؟ جب کہ عرب ۴۰۰ سال قبل اسپین فتح کرکے اپنی عسکری برتری ثابت کرچکے تھے اور اسپین کو یورپ کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ متمدن ملک بنا چکے تھے، اس کی یہی توضیح ممکن ہے کہ فتح اسپین کو مقامی جنگ سمجھا گیا اور صلیبی جنگوں میں پورا یورپ مذہبی جوش وجذبے کے ساتھ مسلمانوں سے نبرد آزما تھا، یہ پہلا بین الاقوامی نظریاتی تصادم تھا، اسی لئے پادری اسلام کی بنیاد قرآن کی دانائی سمجھنے پر متوجہ ہوئے، بالکل اسی طرح جیسے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے فوراً بعد راقم نے خود دیکھا کہ امریکا کے بک اسٹورز اسلامی کتب سے یکسر خالی ہوگئے، اسلام کے مطالعے کے بعد کئی امریکی نوجوانوں کے اسلام قبول کرنے کی اطلاعات بھی ملیں، پادریوں کا مساجد جاکر اسلامی محرکات پر اماموں سے تبادلۂ خیال ایک معمول بنا رہا، یقیناً اسی تجسس کے تحت صلیبی جنگوں کے دوران پادریوں کو ترجمہ قرآن کی ضرورت پیش آئی تھی۔

یورپ کو عربوں کے مقابلے میں اپنی علمی اور تمدنی کم مائیگی کا احساس بھی صلیبی جنگوں کے دوران ہوا، یورپ کی پہلی یونیورسٹیاں بولون (اٹلی) پیرس، آکسفورڈ اور کیمبرج میں صلیبی جنگوں کے دوران ہی قائم ہوئیں۔

صلیبی سردار محاذ جنگ سے واپس جاتے ہوئے یہودی عبرانی میں ترجمہ کردہ مسلمانوں کی کتب ساتھ لے جاتے تھے، مسلم معاشرے میں مساوات کے مشاہدے کا اثر تھا کہ ۱۲۱۵ء میں (چوتھی صلیبی جنگ کے بعد) صلیبی سرداروں نے انگلینڈ کے شاہ جان کی مطلق العنانی پر میگنا کارٹا کی قدغن لگادی، ساتویں صلیبی جنگ کے بعد ۱۲۵۸ء میں ارل لیسٹر نے شاہ ہنری کو ۱۵ بیرنوں کے مشورے کا پابند کردیا، یہ پارلیمنٹ کی طرف پہلا قدم شمار ہوتا ہے، اس کے صرف ۶ سال بعد پہلی پارلیمنٹ بلالی گئی، یعنی حکمرانی مشاورت کے تابع ہوگئی۔

ترجمۂ قرآن نے عیسائی علماء کو دین میں معقولیت کی راہ پر گامزن کردیا، قرآن میں دین کو سمجھنے کی تاکید بار بار آئی ہے، اس تلقین نے عیسائی علما کو بائبل کے مقامی زبانوں میں ترجموں کی طرف مائل کیا۔ آکسفورڈ کے پروفیسر وائی کلف (۱۳۲۰ـ۸۴ء) نے بائبل کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور کیتھولک عقیدے پر کئی اعتراض اٹھائے، لوگ یہ معلوم کرکے حیران رہ گئے کہ بائبل میں پوپ کے منصب کا ذکر ہی نہیں، پادری مارٹن لوتھر (۱۴۸۳ـ۱۵۴۶ء) نے بائبل کا ترجمہ جرمن میں کیا اور پوپ کی دین پر اجارہ داری تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ چرچ (پوپ) انسان اور اللہ کے درمیان واسطہ نہیں اور وہ خود صرف بائبل اور عقل سلیم کا اتباع کرے گا۔ پوپ نذرانوں کے عوض لوگوں کے گناہ معاف کرتا تھا، لوتھر نے اس روایت کے خلاف آواز بلند کی کہ کوئی فانی انسان اللہ کا اختیار اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ پادریوں اور ننوں پر مجرد زندگی گزارنے کی پابندی تھی لوتھر نے اسے غلط اور غیر فطری قرار دیا اور خود ایک سابقہ نن سے شادی کی۔ جان کالون (۶۴ـ۱۵۰۹ء) نے عیسائیت کے اصول نامی کتاب لکھی اور پروٹسٹنٹ فرقے کے عقائد وضع کئے، یہ اصلاحی تحریک قرآن کی معقولیت اور تعلیمات کی سادگی کی مرہون منت ہے۔

چھاپہ خانہ ایجاد ہوا تو قرآن کا لاطینی ترجمہ ۱۵۴۳ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ اتنا مقبول ہوا کہ صرف ۷ سال بعد اس کا دوسرا ایڈیشن نکالا گیا، شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ معرض وجود میں آنے تک یورپ کی ۱۵ زبانوں میں مختلف تراجم شائع ہوکر اہل علم تک پہنچ چکے تھے۔

انقلاب فرانس نے یورپ کی کایا پلٹ دی، اس انقلاب کی بنیاد والٹیر (۱۷۷۸ـ۱۶۹۴ء) نے رکھی جسے مغربی دنیا انقلابی کے علاوہ ایک عظیم معلم اور دانشور بھی قرار دیتی ہے، اس کے عہد میں فرانس کلیسائی جبر کے شکنجے میں جکڑا ہوا تھا اور کلیسا شاہ فرانس پر بھی حاوی تھا، کلیسائی تنگ نظری پروٹسٹنٹ کے وجود کو بھی برداشت نہ کرتی تھی۔ ۱۵۷۲ء میں ۲۰ ہزار سے زائد پروٹسٹنٹ قتل کئے گئے اور لاکھوں جان بچاکر وطن سے بھاگ گئے، کلیسا کی علم دشمنی مسلم تھی، ایسے جبر کے ماحول میں والٹیر نے نہ صرف مذہبی تعصب کے خلاف آواز بلند کی بلکہ ایک عجیب نظریاتی کارنامہ سرانجام دیا، اس نے محمدؐ کے نام سے ایک ڈرامہ تحریر کیا اور اسے مذہبی تعصب کے ماحول میں پیرس میں اسٹیج بھی کیا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلاب آفریں جدوجہد کا معترف اور اخلاقیات و تعلیمات نبیؐ کا بہت بڑا معترف تھا۔

والٹیر ایک مؤرخ ہونے کے ناطے تاریخ

اسلام سے بھی آشنا تھا، اسے معلوم تھا کہ دسویں صدی کے آخر میں جب مسلم فلسفی اور عالم زیرِ عتاب آئے تو انہوں نے اخوان الصفا کے نام سے ایک خفیہ تنظیم بصرہ میں قائم کی تھی، فروغِ علم کی اس تحریک نے عامۃ الناس کے لئے فلسفہ، ریاضی، سائنس، فلکیات، نفسیات، اخلاقیات وتعلیم پر قریباً ۵۰ رسالے تحریر کئے، یہ دنیا کی پہلی انسائیکلوپیڈیا تھی اور اسے مسلمانوں نے مرتب کیا تھا۔ والٹیر نے تعصب، جبر اور علم دشمنی کے ماحول میں اخوان البصرہ کی طرح ایک جماعت قائم کی، اس کا نام بھی Lesfreres (اخوان) رکھا اور ایک باکمال دانشور دیدیرو کو اس کا نگراں مقرر کیا۔ دیدیرو نے اپنے ایک خط میں انکشاف کیا کہ اس نے غور اور توجہ سے قرآن کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔

والٹیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشہ چینی میں بلا کا جامع الکلمات تھا، اس کے ادا کئے ہوئے حکمت آموز جملے چٹکلوں کی طرح آناً فاناً یورپ بھر میں پھیل جاتے تھے۔ ان ضرب المثل حکمت پاروں پر نظر ڈالی جائے تو اکثر میں کسی نہ کسی حدیث نبوی کی حکمت صاف جھلکتی ہے۔

ایک انگریزی ضرب المثل ہے کہ معلم کا اثر کبھی ختم نہیں ہوتا (یعنی نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے) قرآن الحکیم اللہ کا عطا کردہ علم ہے۔ (البقرہ:۱۴۵) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن اور دانائی کے معلم ہیں۔ (البقرہ:۱۵۱، آل عمران:۱۶۴) بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے عظیم ترین معلم (معلم انسانیت) کے علاوہ دنیا کے عظیم ترین انقلاب (انقلابِ اسلام) کے بانی بھی ہیں۔

انقلاب فرانس عہد حاضر کا ایسا انقلاب تھا، جس نے مغرب پر گہرے اور دوررس اثرات مرتب کئے۔ انقلاب فرانس کے دونوں مرکزی محرکین والٹیر اور دیدیرو نے اعتراف کیا کہ وہ قرآن الحکیم اور معلم انسانیتؐ کے زیر اثر تھے، علاوہ ازیں عہد والٹیر تک قرآن کے ۴ عدد فرانسیسی تراجم بھی موجود تھے۔ یعنی فرانس کے دانشوروں تک نورِ ہدایت وافر مقدار میں پہنچ چکا تھا۔ عہد حاضر میں قرآن کریم کے درجنوں تراجم جملہ یورپی زبانوں میں موجود ہیں اور دینِ اسلام پر کتب کا شمار مشکل ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ نورِ ہدایت کی برکات ہیں کہ مغربی ممالک میں مساوات کا چلن ہے، مطلق العنان حکمرانی قصہ پارینہ بن چکی ہے، نمائندہ حکومتیں قائم ہیں، بندہ وآقا کی تمیز مشکل ہے، ہر شہری حکمرانوں اور عمالِ حکومت سے اسی طرح باز پرس کر سکتا ہے جیسا کہ عہد عمرؓ میں تھا، کوئی شخص قانون سے بالا نہیں، ایک کانسٹیبل شہزادی کا چالان کرتا ہے، بلدیہ بادشاہ کی درخواست مسترد کرتی ہے، عدالتیں بالفعل آزاد ہیں، دادرسی یقینی ہے، قریباً ہر شہری کو بنیادی لوازمات زندگی میسر ہیں، سکنڈے نیوین ممالک دنیا کی بہترین فلاحی ریاستیں ہیں، وہاں کے دانشور برملا اعتراف کرتے ہیں کہ کفالتِ عامہ کا یہ نظام "قانون عمرؓ" کی بنیاد پر قائم کیا گیا، گویا ایک اعتبار سے خلافۃ النبی کی وراثت ان دور دراز ممالک تک بھی پہنچی۔ بقول علامہ اقبالؒ:

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

ہمارے ہاں ہر وہ برائی اور فساد کھلے بندوں موجود ہے جسے مٹا دینے کا حکم قرآن میں واضح طور پر آیا ہے، حتیٰ کہ قرآنی احکامات کی خلاف ورزی کا مظاہرہ بصد شان خودنمائی کیا جاتا ہے، اگرچہ تلاوت قرآن قریباً ہر گھرانے میں روزانہ کا معمول ہے، مساجد آباد ہیں۔ قال اللہ قال الرسول کا چرچا رہتا ہے۔ ہر تقریب کی ابتدا تلاوت قرآن سے ہوتی ہے، لیکن بحیثیت قوم ہم دنیا کی بدترین بددیانت اور بدعنوان قوم (یعنی بے ہدایت قوم) شمار ہوتے ہیں۔

بقول علامہ اقبالؒ: "امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں" ہم پر یہ آیت کلیتاً ثابت ہوتی ہے۔

"جن لوگوں کو کتاب دی گئی، ان میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا، گویا انہیں معلوم ہی نہیں۔" (البقرہ:۱۰۱)

بقول علامہ ابن قیمؒ:

"ہم نے قرآن پر ایمان اور اس کی تلاوت کے باوجود اس کے تمام احکام حلال وحرام کو ترک کر رکھا ہے۔"

ظاہر ہے کہ اس صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں اللہ سے یہی کہتے ہوں گے کہ: "یارب میری اس نافرمان قوم نے قرآن کو چھوڑ رکھا ہے۔" گویا احکام قرآن سے روگردانی اور ترک قرآن کا نتیجہ آخرت میں بھی رسوائی اور دنیا میں بھی بے بسی اور ذلت ہے۔

"دنیا میں سرفراز اور غالب رہنے کا وعدہ بھی مومن ہونے یعنی قرآن کے احکامات کی مکمل تعمیل سے مشروط ہے۔" (آل عمران:۱۳۹)

"بے شک اللہ اسی کتاب کے مطابق قوموں کو اٹھائے گا اور دوسری اقوام کو ذلیل کرے گا۔" (مسلم، راوی سیدنا عمرؓ)

اس شہ پارۂ حکمت نبوی میں معلم انسانیتؐ نے عروج وزوال اقوام کے لئے دین کی تخصیص نہیں کی بلکہ قرآن (یعنی ترک قرآن اور تعمیل قرآن) کو میزان بنایا ہے۔ اس حدیث کی رو سے بھی عہد حاضر میں عروج مغرب اور زوال مسلم کی بنیادی وجہ فہم قرآن اور ترک قرآن ہی قرار پاتی ہے، کیونکہ انسانی اعمال تو انسانی سوچ ہی کے تابع ہوتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM

ڈاکٹر عبدالمعید

حضرت صہیب رومیؓ کی شادی:

حضرت صہیب رومیؓ اسلام کے سابقین اولین میں سے ہیں، غزوۂ بدر اور دوسرے تمام غزوات میں شریک ہوئے ہیں۔ عربی النسل ہیں، مگر بچپن میں رومی ان کو پکڑ کر لے گئے تھے، اس لئے رومی کہے جاتے ہیں۔ (اعیان الحجاج، ج:۱، ص:۴۴، از محدث کبیر (اعیان الحجاج، ج:۱، ص:۴۴)

امام بیہقی نے روایت کیا ہے:

حضرت حنظلہؒ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے فرمایا کہ: "میں نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی بہن کو حضرت بلالؓ کے نکاح میں دیکھا۔"

(حاشیہ (۲) کتب السنن سعید بن منصور، ص:۱۴۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ قریشی اور عشرہ

کہ اس وقت آپ میرے مالک ہوگئے ہیں، آپ کا جو حکم ہو ماننا ضروری ہے۔ حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اچھا الخوسب سے پہلے نماز پڑھی جائے اور دعا کی جائے، اس کے بعد دونوں میاں بیوی نماز و دعا میں مشغول ہوگئے۔ (کتاب السنن سعید بن منصور، باب ماجاء فی المناکحہ، ص:۱۳۶)

اس کے علاوہ حضرت سلمان فارسیؓ نے ابوبکر

عہد نبوی میں مثالی شادیاں!

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ

حضرت صہیب رومیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قبیلہ انصار میں اپنی شادی کی بات کرو، قبیلہ انصار کے لوگوں نے کہا: تم غلام ہو، ہم تم سے شادی نہیں کریں گے۔ حضرت صہیبؓ نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم نہ دیتے تو میں یہاں نہ آتا، لوگوں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر ان لوگوں نے کہا کہ اب تم کو اختیار ہے اور ان کی شادی کردی۔ (کتاب السنن سعید بن منصور، ص:۱۴۷)

اندازہ لگایئے کہ عرب کے ماحول میں حسب، نسب، غلام و آزاد کی تفریق مٹانے کے لئے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس انداز سے تربیت و اصلاح فرمارہے ہیں۔

حضرت بلالؓ کی شادی:

ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے:

"حضرت صہیبؓ و سلمانؓ و عمارؓ و خبابؓ و مقدادؓ و ابوذرؓ کے فضائل و مناقب کسی کتاب میں نہیں سماسکتے۔"

مبشرہ کے صحابیؓ ہیں، لیکن ان کی بہن حضرت بلالؓ کی زوجہ ہیں، جب کہ حضرت بلالؓ غلام حبشی ہی نہیں بلکہ عجمی بھی ہیں، لیکن اسلام کی تعلیم مساوات نے جاہلیت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ قریشی اور عشرہ مبشرہ کے صحابیؓ ہیں، لیکن ان کی بہن حضرت بلالؓ کی زوجہ ہیں، جب کہ حضرت بلالؓ غلام حبشی ہی نہیں بلکہ عجمی بھی ہیں، لیکن اسلام کی تعلیم مساوات نے جاہلیت کے تمام امتیازات کو ختم کردیا۔

کے تمام امتیازات کو ختم کردیا۔

حضرت سلمان فارسیؓ کی شادی:

حضرت سلمان فارسیؓ نے قبیلہ کندہ کے ابوقرہ نامی ایک شخص کی بیٹی سے شادی کی، جب دلہن کے پاس گئے تو سب سے پہلے اس کو خطاب کر کے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو شادی کی استطاعت بخشے تو تم میاں بیوی اطاعت خداوندی کا عہد و پیمان کرلینا، دلہن نے کہا

صدیقؓ کی بیٹی سے بھی نکاح کا پیغام دیا تھا، جس کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قبول کرلیا تھا۔ (الجامع الاحکام القرآن، ج:۱۹، ص:۳۴۷)

حضرت سالمؓ کی شادی:

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ بدری صحابی ہیں، انہوں نے ایک انصاری عورت کے غلام سالمؓ کو متبنیٰ بنایا جو سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ کے نام سے مشہور ہیں، اور ان کی شادی اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہؓ سے کردی، جو ابتدائی مہاجرین میں سے تھیں اور قریش کی نہایت محترم بیوہ تھیں، اہل قریش کو بات اچھی نہیں لگی اور انہوں نے کہا کہ حذیفہؓ نے اپنی بھتیجی کی شادی ایک غلام سے کردی۔

ابوحذیفہؓ نے کہا: میں صرف یہ جانتا ہوں کہ سالم ہند سے بہتر ہے۔ حضرت حذیفہؓ کی اس بات پر لوگوں کو ان کے فعل سے زیادہ تعجب ہوا۔ (اسلامی شادی ص:۵، بحوالہ جمع الفوائد بحوالہ بخاری ونسائی، ج:۱، ص:۵۷۷)

دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ نے بھی بیاہ شادی میں دین ہی کو مقدم رکھا۔

حضرت زبیر بن العوام کی شادی:

آپ کا لقب حواری رسول ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور قدیم الاسلام صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ (اعیان الحجاج، ج:۱، ص:۷۷)

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ بیان کرتی ہیں کہ زبیر بن عوامؓ سے میری شادی کے وقت ان کے پاس کچھ نہ تھا، نہ مال و دولت، نہ ملازم، صرف ایک گھوڑا تھا، میں ان کے گھر آکر گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے لگی، کھجور کے بیج کوٹتی، پانی بھرتی اور ڈول رسی کا انتظام کرتی، آٹا بھی خود ہی گوندھا کرتی تھی، البتہ روٹی اچھی طرح نہیں پکا سکتی تھی، اس لئے انصاری پڑوسن روٹی پکا دیا کرتی تھیں، وہ سب نیک عورتیں تھیں، گھر سے کچھ دور ایک جاگیر تھی، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن عوامؓ کو دیا تھا، میں وہاں سے کھجور کے بیج سر پر لایا کرتی تھی، ایک دن سر پر ٹوکری لئے آرہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مل گئے، آپؐ نے مجھے بلا کر محبت اور شفقت اور دلجوئی کی باتیں کیں، اس واقعے کے بعد میرے والد حضرت ابوبکرؓ نے میرے پاس ایک ملازم بھیج دیا جو گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے لگا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے والد نے مجھے آزادی بخش دی ہے۔ (اسلامی شادی، مولفہ قاضی اطہر مبارکپوری ص:۲۳، بحوالہ طبقات ابن سعد، ج:۸)

حضرت اسماءؓ، صدیق اکبرؓ کی لخت جگر ہیں اور داماد کی مالی حالت کا اندازہ حضرت اسماءؓ کے بیان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ نکاح کے رشتے میں ان حضرات کے پیش نظر مال و دولت کی فراوانی نہیں بلکہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "من ترضون دینہ وخلقہ فانکحوہ"... جس کے دین اور اخلاق تمہیں پسندیدہ ہوں اس سے اپنی بیٹیوں، بہنوں یا اس جیسی دوسری عورتوں سے... نکاح کردیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی شادی:

نہایت جلیل القدر صحابی رسول، صحابہ کرامؓ میں کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم، فقہائے امت کے سرکردہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص و مقرب بارگاہ اور ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ (اعیان الحجاج، ج:۱، ص:۳۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی شادی حضرت زینب بنت ابو معاویہؓ سے ہوئی، اس وقت ابن مسعودؓ کا کوئی خاص ذریعہ معاش نہیں تھا، زینبؓ بنت ابو معاویہؓ کے گھر میں آتے ہی تنگ دستی آسانی سے یوں بدل گئی کہ وہ دست کاری جانتی تھیں، اسی سے اپنے شوہر اور اولاد کی کفالت کرنے لگیں۔ ایک دن بیوی نے شوہر سے کہا کہ آپ نے اور آپ کی اولاد نے مجھے صدقات سے روک دیا جو کچھ کمائی ہوتی ہے، آپ لوگوں پر خرچ ہوجاتی ہے، اس سے میرا کیا فائدہ ہوگا اور کیا ثواب ملے گا؟ شوہر نے کہا: تم اپنے ثواب کی کوئی صورت نکالو مجھے تمہارا نقصان گوارا نہیں ہے، اس گفتگو کے بعد حضرت زینبؓ نے خدمت نبویہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں دستکاری سے جو کچھ کماتی ہوں، شوہر اور بال بچوں پر خرچ کردیتی ہوں، میرے شوہر کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں ہے، اس لئے میں اپنی کمائی سے غرباء و مساکین کی خدمت نہیں کرسکتی، کیا اس صورت میں مجھے ثواب ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! تم کو اپنے شوہر وغیرہ کی خبرگیری کرنی چاہئے، تم کو اس میں بھی ثواب ملے گا۔" (اسلامی شادی، ص:۳۳، بحوالہ مسلم شریف)

> نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔" (بخاری شریف)

عرب کا ماحول پاک و ہند جیسا نہیں تھا کہ وہاں کی عورتیں دستکاری اور پیشہ کرنے میں عار محسوس کرتی ہوں، اگر ایسی بات ہوتی تو حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ کی زوجہ محترمہ دستکاری کے ذریعے کیوں اپنے پورے خاندان کی پرورش کرتیں؟ یہ ذہنیت خالص ہندوستانی ہے، عورتوں کو چھوڑیئے، یہاں تو مرد بھی دستکاری کو عیب اور باعث رذالت سمجھتے ہیں۔

اس سلسلے میں چشتیہ کے نہایت ہی جید عالم دین اور بزرگ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا یہ ملفوظ بار بار لائق مطالعہ ہے:

ہندوستان میں پیشہ کرنا بدترین خصلت سمجھا جاتا ہے، اسی وجہ سے لوگ محتاجی اور فقیری میں مبتلا ہوگئے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ اکثر انبیاء کسی نہ کسی پیشے کی طرف منسوب ہیں، اس لئے پیشے کی توہین کرنا ایک قسم کا کفر ہے۔ (لطائف اشرفی، ج:۲، ص:۲۴۳)

حضرت ابوہندؓ کی شادی:

ان کا اصل نام یسار تھا، امام ابوداؤد نے اپنی کتاب "المراسیل" میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ لوگ اپنی عورتوں میں سے کسی سے ابوہندؓ کی شادی کردیں، اس پر ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم اپنی بیٹیوں کی شادی اپنے غلاموں سے کردیں؟ اس پر یہ آیت:

يا ايها الناس ان خلقنكم .... الخ نازل ہوئی۔" (الجامع لاحکام القرآن:۱۶،ص:۳۴۰)

مندرجہ بالا آیت نکاح وشادی میں نسب اور ذات برادری کے رد میں نازل ہوئی ہے،امام ابوداؤد اور امام التفسیر ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی نے شان نزول میں اسی بات کو ترجیح دی ہے۔

امام زہری فرماتے ہیں:

"نزلت فی ابی هند خاصة۔"

(الجامع لاحکام القرآن:۱۶،ص:۳۴۰)

یہ آیت خاص طور پر ابو ہندؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔حضرت ابوہندؓ عرب کے انتہائی معزز قبیلے بنو بیاضہ کے غلام اور حجام تھے۔

امام دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے:

"ان ابا هند مولیٰ بنی بیاضة کان حجاما۔"

(الجامع لاحکام القرآن:۱۶،ص:۳۴۲)

ترجمہ:"ابوہندؓ بنو بیاضہ کے غلام اور حجام تھے۔"

اسی روایت میں آگے ہے کہ جب حضرت ابوہندؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو آپؐ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کے قلب میں اللہ نے ایمان کو راسخ کردیا ہے تو وہ ہندؓ کو دیکھے۔" (ایضاً)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

"تم لوگ ان (ابوہندؓ) کو لڑکی دو بھی اور ان سے لڑکی لو بھی۔" (ایضاً)

یہی نہیں بلکہ آپؐ نے حجامت کے فن کی بھی تعریف فرمائی۔

کیا ہی بھلا اچھا ہے پچھنے لگانے والا جو (بدن سے فاسد) خون نکال دیتا ہے ریڑھ کو ہلکا کرتا ہے اور نگاہ کو تیز کرتا ہے۔(ابن ماجہ باب الصناعات)

دیکھئے حجامت کے پیشے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی تعریف وتحسین فرمائی بلکہ عمل بالید اور دستکاری کے متعلق آپ کا ارشاد گرامی اس طرح ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:"اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے بھی نہیں کھایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔" (بخاری شریف)

عجمی ممالک خصوصاً ہندوستانی معاشرے میں حجامت اور بافندگی وغیرہ کے پیشے کو رذیل سمجھا جاتا ہے،اس لئے کہ ہندوؤں کے مذہبی احکام کے مطابق خدمت گاروں اور پیشہ وروں کو خدا نے اپنے پاؤں سے پیدا کیا ہے،اس لئے وہ ازلی ابدی رذالت و حقارت کے مستحق ہیں۔حیرت ہے کہ مسلمانوں نے بھی "عرف" کے نام پر اسے قبول کرلیا ہے جب کہ ان کا یہ عقیدہ خالص مشرکانہ ہے،نیز عرف وہی قابل قبول ہے جو شریعت کی روح اور مزاج سے متصادم اور منافی نہ ہو،یہاں تو بخاری شریف کی صحیح روایت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

دوسری طرف شرعی دلیل کے طور پر کچھ حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں،جن میں عرب کے مختلف قبیلوں میں کفو کے ذکر کے ساتھ کہا گیا ہے کہ حائک، حجام،دباغ،عرب کے کفو نہیں ہوسکتے۔یہ حدیثیں دارقطنی،مستدرک اور بیہقی کی السنن الکبریٰ کی کتاب النکاح میں متعدد سندوں سے مروی ہیں۔یہ تمام احادیث انتہائی ضعیف اور بہت سے محدثین اور ناقدین رجال کے مطابق منقطع،مجہول،منکر اور موضوع ہیں،ان تمام احادیث پر عالمانہ انداز میں تفصیلی بحث مولانا عبدالحمید نعمانی نے اپنی کتاب "مسئلہ کفو اور اشاعت اسلام" میں کی ہے،قارئین کو وہاں رجوع کرنا چاہئے۔

یہاں قارئین کے استفادے کی غرض سے نکاح وطلاق کے سلسلے میں ضعیف حدیث پر عمل اور اس کے قبول کرنے کی جو شرائط فقہا ومحدثین نے ذکر کی ہیں،مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ذکر کردیا جائے۔

علامہ محی الدین یحییٰ بن شرف النووی اپنی کتاب "الاذکار" میں تحریر فرماتے ہیں:

"تمام فقہا ومحدثین وغیرہم نے کہا ہے کہ فضائل اور ترغیب وترہیب کے سلسلے میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز بلکہ مستحب ہے تاوقتیکہ وہ موضوع کے حکم میں شامل نہ ہو،البتہ احکام کے بارے میں مثلاً حلال وحرام،خرید وفروخت اور نکاح و طلاق وغیرہ میں صرف حدیث صحیح یا حدیث حسن ہی لی جائے گی،ہاں بطور احتیاط اگر کہیں ضرورت پڑ جائے تو حدیث ضعیف میں کوئی ممانعت ہو تو اس ممنوع شے سے پرہیز کرنا بطور احتیاط مستحب ہوگا لیکن اس کا ماننا واجب نہیں ہوگا۔"

لیکن ضعیف حدیث پر عمل مستحب اسی وقت ہوگا جب کہ اس کے بالمقابل کوئی آیت،حدیث صحیح اور حسن نہ ہو،علامہ جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی میں شرح تقریب النووی میں اور علامہ سخاوی نے "القول البدیع فی الصلوٰة علی الحبیب الشفیع" میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی چار شرطیں ذکر کی ہیں،جن میں پہلی شرط یہ ہے:

"اس (حدیث ضعیف) کے مقابلے میں اس سے زیادہ قوی کوئی دلیل

موجود نہ ہو، کیونکہ اگر کسی حدیث صحیح یا حدیث حسن سے ایک عمل کی کراہت ثابت ہورہی ہو اور حدیث ضعیف اسے مستحب قرار دے تو ایسی صورت میں عمل قوی دلیل پر ہی کیا جائے گا اور اس کے مقتضیٰ کو مقدم رکھا جائے گا۔“

(برہان مارچ ۱۹۷۳ء، ص:۲۰۳)

اب دیکھئے ضعیف احادیث اور عرف فاسد کے مقابلے میں آیت قرآنی، حدیث صحیح موجود ہے، اس صورت میں ضعیف حدیث اور عرف فاسد پر عمل کرنا کیونکر درست ہوگا؟

سیّد اولادِ آدم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا قتیلہ بن قیس سے نکاح:

اشعث بن قیس کندی ایک صحابیؓ ہیں، ان کے والد قیس کپڑا بننے میں بڑے ماہر اور اس سے ان کو خاص دلچسپی تھی۔ اس کی شہادت حضرت علیؓ نے دی ہے وہ اشعث کو حائک بن حائک کہا کرتے تھے۔

(شرح نہج البلاغۃ لابن الحدید، ج:۱، ص:۹۶، ۹۷)

قتیلہ انہی قیس کی بیٹی اور اشعث کی بہن تھیں، سردار دو جہاں، اشرف انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لڑکی قتیلہ کو قبول کرلیا تھا، قتیلہ یمن میں تھیں اور ان کے بھائی اشعث نے ولی بن کر ان کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں کردیا تھا، یہ نکاح ۱۰ ہجری کے آخر میں ہوا تھا، قتیلہ ابھی یمن سے رخصت ہوکر نہیں آئی تھیں کہ نصف صفر سن ۱۱ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شروع ہوئی اور ابن عبدالبر کے بیان کے مطابق ۱۲ ربیع الاول سن ۱۱ ہجری کو آپ کی وفات سے دنیا میں اندھیرا چھا گیا۔

دوسرا بیان ہے کہ وفات سے دو ماہ پیشتر نکاح ہوا، تیسرا بیان ہے کہ آپ کی آخری بیماری میں نکاح ہوا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں وصیت کی تھی کہ ان کو اختیار ہے کہ دوسری ازواج مطہرات کی طرح ان پر بھی قانون حجاب نافذ اور حجاب قائم ہو، اس صورت میں میرے بعد کسی سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ طلاق قبول اور جس سے چاہیں نکاح کرلیں، انہوں نے دوسری صورت اختیار کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں انہوں نے حضرت عکرمہ (صحابی) سے نکاح کرلیا۔

بن کر گھرانے میں سب سے اعلیٰ واشرف نبی کا یہ رشتہ ... یہی اس بات کی نہایت مستحکم دلیل ہے کہ بننے والے کی بیٹی ایک عربی بلکہ قریشی وہاشمی بلکہ سب سے اشرف واکرم ہاشمی کی کفو ہوسکتی ہے، اسی طرح وہ اس کی بھی کفو ہوسکتی ہے جو یہ پیشہ نہیں کرتا۔

اس بحث میں فقہی کتابوں سے جو نقل کیا جاتا ہے، وہ سب غلط فہمی پر مبنی ہے۔ (دست کار اہل شرف، ص:۱۱۷، ۱۱۸، از محدث کبیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی قدس سرہ)

یہاں کفاءت کے متعلق اہل فتویٰ کے لئے محدث کبیر علیہ الرحمۃ کی یہ تحریر قابل غور ہے، فرماتے ہیں:

”پیشے کو بنیاد کفاءت کے صورت میں اس بات کو صاف کرنا ضروری ہے کہ جو آدمی مثلاً حجامی کرتا ہے وہی حجام ہے یا جس کے باپ دادا پردادا، حجامی کرتے تھے، مگر یہ مثلاً اسکول ماسٹری کرتا ہے تو یہ بھی حجام کہلائے گا؟ یا ایک آدمی کے پانچ پشت اوپر لوگ کپڑا بنتے تھے، مگر چار پشت سے اس کے خاندان کے لوگ بافندگی چھوڑ کر کاشتکاری، بزازی، مدرسی، ماسٹری، کلرکی، وکالت یا منصفی یا ججی کرتے ہیں تو کیا یہ سب بافندہ شمار ہوں گے، اگر جواب اثبات میں ہے اور پیشے کی دناءت ایسا متعدی مرض ہے کہ پشت ہا پشت تک اس کا اثر نہیں جاتا اور چھوڑنے کے بعد بھی رذالت کا داغ نہیں مٹتا تو پھر ان ہزاروں سیّدوں، صدیقیوں، فاروقیوں اور پٹھانوں کو بھی رذیل شمار کرنا چاہئے جو خود یہ پیشہ کرتے ہیں اور ان کو ان کی ہی برادری کے ان اشخاص کا کفو نہ ہونا چاہئے جو یہ پیشہ نہیں کرتے اور ان کا نکاح آپس میں صحیح نہ ہونا چاہئے، اگر کہا جائے کہ صدیقی، فاروقی وغیرہ چونکہ صاحب نسب ہیں، اس لئے وہ ذلیل سے ذلیل پیشہ بھی کریں تو پیشے کی وجہ سے ان میں رذالت پیدا نہ ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر کوئی پیشہ نہ ذلیل ہے نہ اس سے رذالت پیدا ہوتی ہے، اصل نسب ہے، نسب ہو تو کوئی پیشہ ذلیل نہیں، نسب نہ ہو تو بہت سے پیشے رذالت کا سبب بنتے ہیں۔

کیا یہ منطق صحیح ہے؟ کیا اسے کوئی شرعی نظریہ قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا اس پر کسی اسلامی قانون کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں، یہی وجہ ہے کہ شامی وغیرہ میں مصرح ہے کہ پیشے کے لحاظ سے کفاءت جس طرح عجمیوں میں معتبر ہے، اسی طرح عربیوں میں بھی معتبر ہے۔ ”وحینئذ فتکون معتبرۃ بین العرب والعجم“

(ص:۲/۳۳۱) (مسئلہ کفو از الفقیہ المحدث الکبیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی غیر مطبوعہ)

حضرت اشعث بن کندیؓ کا نکاح

محدث کبیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی قتیلہ بن قیس کا واقعہ بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

مزید استحکام وتائید اور ایضاح کے لئے ہم

اسوۂ نبوی کے ساتھ خلفائے راشدین کی سنت و اسوہ بھی پیش کرتے ہیں، اس سے مسئلے کا دوسرا پہلو بھی سامنے آجائے گا اور یہ کہ کپڑا بننے والے کا ایک لڑکا قریشی عورت کا کفو ہوسکتا ہے۔

معجم کبیر طبرانی میں روایت ہے کہ اشعث بن قیس (وفات نبوی کے بعد دین سے منحرف ہوگئے تھے) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں جب گرفتار کرکے لائے گئے (اور تائب ہوکر دین کی طرف انہوں نے دوبارہ رجوع کیا) تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے ہاتھ پیر کھلوائے پھر اپنی ہمشیرہ ام فروہؓ سے ان کا نکاح کردیا۔ دیکھئے یہ وہی اشعث ہیں جن کو حضرت علیؓ، حائک بن حائک کہا کرتے تھے، کپڑا بننے والے کا وہی لڑکا کسی معمولی عورت کا نہیں بلکہ صدیق اکبرؓ کی ہمشیرہ کا کفو قرار پاتا ہے۔

اس واقعے کے لئے معجم کبیر (طبرانی ج:اول، ص: ۲۰۸ اور مجمع الزوائد ص: ۱۴۵، ج:۹ اور اصابہ ص:۵، ج:ا دیکھئے) اس نکاح کا ذکر دار قطنی اور ابن السنن نے بھی کیا ہے۔ آخر الذکر نے یہ لکھا ہے کہ اشعث کے دولڑکے محمد اور اسحٰق ام فروہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، استیعاب، ۲/۴۸۴: میں ہے کہ دو لڑکیاں بھی پیدا ہوئی تھیں، ان میں سے ایک کا نام حبابہ اور دوسری کا نام قریبہ تھا۔

حضرت ام فروہؓ کا یہی شرف کیا کم ہے کہ وہ صدیق اکبرؓ کی بہن اور قریشیہ تھیں، مگر وہ اس سے بھی کہیں زیادہ شرف اور برتری کی مالک تھیں، ان سب سے بڑا شرف یہ تھا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، اس کے باوجود ایک بننے والے کے لڑکے کو ان کا کفو قرار دیا گیا اور قرار دینے والا وہ ہے جو اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے اونچا مقام رکھتا ہے اور جس کی نسبت آپؐ نے سارے مسلمانوں کو حکم دیا ہے:

"وہ جو میرے بعد ہیں یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ ان کے قدم بہ قدم چلو۔"

(دست کار اہل شرف ص:۱۱۷، ۱۱۸)

اوپر کی تحریر سے صاف واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت نے حسب و نسب، مال و دولت، عجمیت و عربیت، غلام و آزاد، پیشہ و حرفت کے تمام امتیازات مٹا دیے ہیں۔ اگر کوئی چیز امتیاز و تفوق کی ہے تو وہ تقویٰ و دین داری اور حسن اخلاق ہے، اسی لئے عہد رسالت میں شادی بیاہ کے مقدس رشتے میں بس اسی کی پوچھ اور قدر تھی اور پورا معاشرہ: "انما المومنون اخوۃ"... تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں... کا حقیقی نمونہ تھا۔ ☆☆

تمام ہندو مسلمان ہوگئے

سچائی میں نجات اور کامیابی ہے، جھوٹ میں صرف اور صرف ہلاکت ہے

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے اپنی ایک تقریر میں ارشاد فرمایا: "تقسیم ہند سے قبل زمین کے ایک ٹکڑا پر ہندوؤں اور مسلمانوں کا تنازعہ ہوگیا، دو فریق بن گئے، ایک فریق اس بات پر مصر تھا کہ یہ جگہ مسجد کی ہے، دوسرا گروپ اس کے مخالف مندر کی جگہ کا قائل تھا۔ تنازعہ بڑھتے بڑھتے انگریز افسر کے پاس چلا گیا، دونوں گروپ اس افسر کے سامنے پیش ہوئے، معاملہ حل کرنے کے لئے ہندوؤں نے تجویز دی کہ ہندوستان کے ممتاز عالم دین مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی جو گواہی دے دیں، ہمیں منظور ہے، لہٰذا انگریز افسر نے اپنے ملازم کو مولانا کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ ان سے کہو کہ آکر گواہی دے دیں تاکہ معاملہ حل ہوجائے اور فساد ختم ہوجائے، ملازم آیا، اپنے افسر کا پیغام دیا، مولانا نے جواب دیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ کسی انگریز کی شکل نہیں دیکھوں گا، اس ملازم نے اپنے افسر کو یہی جواب سنادیا، اس افسر نے دوبارہ ملازم کو بھیجا اور کہا کہ مولانا سے کہو کہ میری طرف پیٹھ کرکے کھڑے ہوجائیں گواہی دے دیں معاملہ حل ہوجائے۔ مولانا کمرہ عدالت میں تشریف لائے، نہایت اطمینان اور پروقار لہجے میں انگریز افسر کو مخاطب کیا اور کہا پوچھئے کیا پوچھتے ہیں؟ افسر نے معاملہ دھرایا، حضرت کاندھلویؒ نے فرمایا: اس بات کا تو مجھے علم نہیں ہے کہ یہ جگہ مندر کی ہے یا نہیں، مگر اتنی بات کا یقین ہے کہ یہ جگہ مسجد کی نہیں ہے، فیصلہ ہندوؤں کے حق میں ہوگیا۔ تمام مسلمان مولانا سے خوب تندوتیز ہوئے، نہ جانے کیا کیا کہا، مسلمان مقدمہ ہار گئے، مولانا جانے لگے تو ہندوؤں نے مولانا کو آگھیرا اور مولانا سے کہا: مولانا! ہمیں کلمہ پڑھادیں، ہم مسلمان ہوتے ہیں، جس اللہ کے بندے نے ساری قوم کو ناراض کرکے حق نہیں چھپایا، سچ بولا ہے، نہ جانے اس کا نبی کتنا سچا ہوگا، چنانچہ مولانا نے کلمہ پڑھایا اور تمام ہندو مسلمان ہوگئے، انہوں نے کہا کہ اس زمین پر مقدمہ ہم نے کیا تھا، ہم سب مسلمان ہوگئے ہیں، اب یہ جگہ بھی مسجد کے نام کرتے چلے جاتے ہیں، چنانچہ سچ کی برکت سے تمام ہندو بھی مسلمان ہوگئے اور زمین کا ٹکڑا بھی مسجد کو مل گیا۔ مولانا نے فرمایا: میں نے اپنے آقا کا دامن نہیں چھوڑا، میرے اللہ نے میرا دین بھی بچالیا اور زمین بھی مجھے دلوادی۔ (مرسلہ: مولانا قاضی احسان احمد)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.RAHEHAQ.INFO

آئینہ مرزائیت

ڈاکٹر میاں احسان باری

خدا کے دشمن، خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن، عامۃ المسلمین کے دشمن، ننگ دین وننگ وطن مرزائی ٹولے کی ناپاک ومکروہ سازشوں سے پردہ اٹھتا ہے، ان کو ان ہی کی اپنی تحریروں کے آئینوں میں دیکھیے اور خدارا سوچئے اور فیصلہ کیجئے کیا یہ ہمارے دوست ہیں یا بدترین دشمن؟ کیا یہ دل آزار اور اشتعال انگیز تحریریں مسلمانوں کے لئے قابل برداشت ہیں اور امت مسلمہ ایسے لوگوں کو گوارا کرسکتی ہے؟

دعویٰ خدائی

’’میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے آسمان کو تخلیق کیا ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات، ص:۵۶۴، مرزا غلام احمد قادیانی)

’’خدانمائی کا آئینہ میں ہوں۔‘‘

(نزول المسیح، ص:۸۴)

’’ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں، جوحق اور بلندی کا مظہر ہوگا، گویا خدا آسمان سے اترے گا۔‘‘

(تذکرہ، ط:۲، ص:۶۴۶، انجام آتھم، ص:۶۲)

’’مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔‘‘ (دافع البلاء، ص:۶)

نبوت کے دعویٰ

’’پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔‘‘

(کلمۃ الفصل، ص:۱۵۸، مصنفہ مرزا بشیر احمد، ایڈیشن اوّل)

گویا ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کے معنی ان کے نزدیک ہیں: ’’لا الٰہ الا اللہ مرزا رسول اللہ‘‘ (نعوذ باللہ) جو دوبارہ قادیان میں آیا ہے۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص:۶۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

’’میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ، ص:۵۶، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

’’انہوں نے (یعنی مسلمانوں نے) یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے... ان کا یہ سمجھنا خداتعالیٰ کی... قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی تو کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔‘‘

(انوار خلافت، مصنفہ بشیر الدین محمود احمد، ص:۶۲)

’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔‘‘ (بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

’’میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا اور میرا نام نبی رکھا۔‘‘ (تتمہ حقیقۃ الوحی:۶۸)

’’اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے، کذاب ہے، آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔‘‘ (انوار خلافت، ص:۶۵)

’’یہ بات بالکل روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔‘‘

(حقیقۃ النبوۃ، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفہ قادیان، ص:۲۲۸)

’’مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔‘‘

(کشتی نوح، ص:۵۶، طبع اوّل قادیان ۱۹۰۲ء)

تمام انبیاء کا مجموعہ

’’دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا، میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں داؤد ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد رسول اللہ ہوں۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد قادیانی، ص:۸۴)

نبوت مرزا غلام احمد قادیانی پر ختم

’’اس امت میں نبی کا نام پانے کے

لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد قادیانی، ص:۳۹۱)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

(مکتوب مرزا غلام احمد، مندرجہ اخبار الفضل قادیان، ۲۲/فروری ۱۹۲۴ء)

"مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔"

(بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۲۶۶ اشاعت نہم مطبوعہ لاہور)

"اسلام محمد عربی کے زمانہ میں پہلی رات کے چاند کی طرح تھا اور مرزا قادیانی کے زمانہ میں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگیا۔" (خطبہ الہامیہ، ص:۱۸۴)

"مرزا قادیانی کے فتح مبین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین سے بڑھ کر ہے۔" (خطبہ الہامیہ، ص:۱۹۳)

"اس کے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔"

(اعجاز احمدی مصنفہ غلام احمد قادیانی، ص:۷۱)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(قاضی محمد ظہور الدین اکمل، اخبار بدر نمبر ۴۳، ج:۲، قادیان، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

"دنیا میں کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔"

(حقیقۃ الوحی، ص:۸۹، از مرزا غلام احمد قادیانی)

"اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا، تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔"

(کلمۃ الفصل، ص:۱۰۵، از مرزا بشیر احمد)

"سچا خدا وہی خدا ہے، جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء کلاں ص:۱۱ مختی، خوردص:۲۳، انجام آتھم، ص:۹۲)

"مرزائیوں نے ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء کے الفضل میں دعویٰ کیا کہ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ، ص:۱۰)

منم مسیح زماں، منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

ترجمہ: "میں مسیح ہوں، موسیٰ کلیم اللہ ہوں اور محمد اور احمد مجتبیٰ ہوں۔" (تریاق القلوب، ص:۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

"آپ کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ، ص:۷، مصنفہ غلام احمد قادیانی)

"مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔" (مکتوبات احمدیہ صفحہ ۲۱ تا ۲۴، ج:۳)

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔" (کشتی نوح حاشیہ، ص:۷۵، مصنفہ غلام احمد قادیانی)

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔" (دافع البلاء، ص:۲۰)

"عیسیٰ کو گالی دینے، بدزبانی کرنے اور جھوٹ بولنے کی عادت تھی اور چور بھی تھے۔" (ضمیمہ انجام آتھم، ص:۵، ۶)

"یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چلن، نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے، چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے۔" (ست بچن، حاشیہ، ص:۱۷۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت علیؓ کی توہین

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علیؓ) کو تلاش کرتے ہو۔"

(ملفوظات احمدیہ، ۱۳۱، ج:اول)

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی توہین

"حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM

میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ، حاشیہ ص:۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت امام حسینؓ کی توہین

دافع البلاء میں ص:۱۳ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے: "میں امام حسین سے برتر ہوں۔"

"مجھ میں اور تمہارے حسین میں بڑا فرق ہے، کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔"

(اعجاز احمدی، ص:۶۹)

"اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے، پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔" (اعجاز احمدی، ص:۸۱)

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: "میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے، میرے گریبان میں سو حسین پڑے ہیں۔" (نزول المسیح، ص:۹۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے، کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں سے ایک ہے کہ اس حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔" (دافع البلاء، ص:۱۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے... کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔" (اعجاز احمدی، ص:۸۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے حضرت حسینؓ کے ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دی ہے۔

مکہ اور مدینہ کی توہین

"حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور کہا ہے کہ جو بار بار یہاں نہ آئے، مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے، پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا، تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا؟ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہی، کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔" (مرزا بشیر الدین محمود، مندرجہ حقیقت الرؤیا، ص:۴۶)

"قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے، یعنی مکہ، مدینہ اور قادیان کا۔" (خطبہ الہامیہ، ص:۲۰، حاشیہ)

مسلمانوں کی توہین

"کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی، مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔" (آئینہ کمالات، ص:۵۴۷)

"جو دشمن میرا مخالف ہے، وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔" (نزول المسیح، ص:۴، تذکرہ، ۲۲۷)

"میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ، ص:۵۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام، ص:۳۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اسلام کی مقدس اصطلاحات کا ناجائز استعمال

ام المومنین کی اصطلاح کا استعمال مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے لئے کیا جاتا ہے، یہ اصطلاح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لئے مخصوص ہے۔

سیدۃ النساء کی اصطلاح بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی کے لئے استعمال کی جاتی ہے، حالانکہ حدیث پاک کی رو سے یہ اصطلاح صرف خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے مخصوص ہے۔

دین اسلام کی توہین

"قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام قادیانی کی نبوت کے بغیر دین اسلام لعنتی، شیطانی، مردہ اور قابل نفرت ہے۔" (ضمیمہ براہین پنجم، ص:۱۸۳، ملفوظات، ص:۱۲۷، ج:۱)

تمام مسلمان کافر ہیں

"جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی:۱۶۳، از مرزا غلام احمد قادیانی)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت، ص:۳۵، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان)

"تحریک احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔" (محمد علی لاہوری قادیانی، مباحثہ راولپنڈی، ص:۲۴۰)

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“
(کلمۃ الفصل، ص:۱۱۰، مرزا بشیر احمد ایم اے)

کافرانہ دعویٰ

”مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا۔“
(نجم الہدیٰ حاشیہ ص:۷۸)

نوٹ: یہ دعویٰ مرزا قادیانی کی اکثر کتب میں موجود ہے۔

”خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ رکھا ہے۔“ (تذکرہ طبع ۲، ص:۳۵، حاشیہ اربعین، ص:۴، ص:۱۹)

”خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف فرمایا۔“ (تریاق القلوب، ص:۱۵۵، طبع ربوہ، قادیان، ص:۱۳۶)

”اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے۔“ (ازالۂ اوہام، ص:۶۰۷، حمامۃ البشریٰ، ص:۵۳)

”مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔“ (حقیقۃ الوحی، ص:۱۹۳، انجام آتھم، ص:۷۵)

”ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔“ (مرزا قادیانی کا الہام، مندرجہ حقیقۃ الوحی ص:۸۲، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۲ء)

”اور مجھ کو فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔“ (خطبہ الہامیہ، ص:۲۳)

قادیانیوں کا مسلمانوں سے جدا مذہب

”ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔“ (اخبار الفضل، ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء تقریر بنام طلبا، طلبا کو نصائح)

”یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔“ (۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء، الفضل، تقریر خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مسلمانوں سے شادی بیاہ کی ممانعت

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی، غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے، اس کی تعمیل کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔“
(برکات خلافت، مجموعہ تقاریر محمود، ص:۲۵)

فتاویٰ احمدیہ کی ج: دوم کے ص:۷ پر وہ کہتے ہیں: ”اپنی بیٹیاں ان لوگوں کے نکاح میں نہ دو جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔“

مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی ممانعت

فتاویٰ احمدیہ ج: اول، ص:۱۸ پر مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں: ”ان لوگوں کے پیچھے نماز مت پڑھو جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔“

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔“ (انوار خلافت، ص:۹۰، مصنفہ مرزا محمود بن مرزا قادیانی)

”صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔“ (قول مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم، قادیان ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

”غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں، حتیٰ کہ غیر احمدی کے معصوم بچے کا بھی نہیں۔“ (انوار خلافت، ص:۹۳، مصنفہ مرزا محمود، نیز الفضل مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء، اور الفضل مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۰ء)

مرزائی وزیر خارجہ نے قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھا

یہ عام بات ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان، قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور الگ بیٹھا رہا۔ جب اسلامی اخبارات اور مسلمان اس چیز کو منظر عام پر لائے تو جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب دیا کہ:

”جناب چوہدری ظفر اللہ خان پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا، تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے، لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔“ (ٹریکٹ ۲۲، بعنوان احرار علماء کی راست گوئی کا نمونہ، الناشر مہتمم نشر و اشاعت نظامت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

”آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔“ (سر ظفر اللہ کا جواب، روزنامہ زمیندار لاہور، ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

سلطنت برطانیہ کا خود کاشتہ پودا

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور

میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات طبع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔" (تریاق القلوب، ص:۲۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

نیز تبلیغ رسالت، ج: ہفتم، ص:۱۹، پر اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ "میں انگریز کا خودکاشتہ پودا ہوں۔"

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے میں دعا کرتا ہوں۔"
(تبلیغ رسالت، مرزا غلام احمد، ج:۶، ص:۶۹)

"بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔"
(ملفوظات احمدیہ، ج: اول، ص:۱۴۶)

حرمت جہاد

"اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔" (ص:۱۷، ضمیمہ بعنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق شہادۃ القرآن)

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، ص:۴۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

پاکستان پر قبضہ کرنے کے ارادے

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ لاکھ یا چھ لاکھ ہے، زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے، لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں، پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے، اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہوگا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے، پس میں جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے، اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو، تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔"
(مرزا محمود احمد کا بیان، مندرجہ الفضل ۱۳/ اگست ۱۹۴۸ء)

قرآن مجید کی توہین

"قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق استعمال کر رہا ہے۔" (ازالہ اوہام، ص:۲۸، ۲۹)

"میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں، جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہوگئی ہیں۔" (ازالہ اوہام، ص:۳۸۱)

"قرآن مجید زمین پر سے اٹھ گیا تھا، میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔"
(ایضاً حاشیہ، ص:۳۸۰)

اکھنڈ ہندوستان

"یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔"
(مرزا بشیر الدین محمود، الفضل ربوہ، ۱۷/ مئی ۱۹۴۷ء)

پاکستان دشمنی

"اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، آپ (احمدی) بے فکر رہیں، چند دنوں میں (احمدی) خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔" (مرزا طاہر قادیانی، خلیفہ چہارم کا سالانہ جلسہ لندن ۱۹۸۵ء)

☆☆..........☆☆

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن سینٹر کے امام اور خطیب جناب حافظ محمد اقبال کی والدہ ماجدہ گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لندن کے مبلغ مولانا مفتی محمود الحسن نے گزشتہ دنوں فون پر بات کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد کو بتایا کہ حافظ صاحب کی والدہ گزشتہ دنوں آبائی گاؤں میں انتقال کر گئیں۔ مجلس کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور جناب صاحبزادہ رشید احمد نے فون پر حافظ صاحب سے تعزیت کی اور ان کی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ کراچی مجلس کے دفتر میں بھی ساتھیوں اور کارکنوں نے مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے دعا کی۔ حق تعالیٰ شانہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آخرت کی منزلیں آسان بنائے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔ آمین۔

خبروں پر ایک نظر

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب کی والدہ ماجدہ کا وصال

لاڑکانہ.... جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم عمومی، ممبر سینیٹ اور اسٹینڈنگ کمیٹی سینیٹ کے چیئر مین علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب کی والدہ ماجدہ ۲۹ ذوالحجہ مورخہ ۱۷ دسمبر ۲۰۰۹ء بروز جمعرات ۸۵ برس کی عمر میں لاڑکانہ میں انتقال کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترمہ عرصہ دراز سے شوگر کے عارضہ میں مبتلا تھیں، جس کا علاج بھی ہورہا تھا، اس کے باوجود نحیف ہوکر نماز ادا کرتی تھیں، ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ میری والدہ ماجدہ نے ساری عمر قرآن پڑھایا، سینکڑوں عورتوں نے آپ سے قرآن کریم پڑھا اور اس عمر میں بھی میرے والد صاحب کو صبح چائے خود بنا کر دیتی تھیں۔ ۲۹ ذوالحجہ کو نماز فجر پڑھنے کے بعد والد صاحب کو ناشتہ بنا کر دیا، اس وقت میرے والد صاحب کی عمر تقریباً ۱۰۵ سال ہے۔ بینکاک میں جنوبی ایشیائی ممالک کی کانفرنس میں سینیٹ آف پاکستان نے نمائندگی کے لئے میرا انتخاب کیا تھا، چنانچہ میں کراچی سے اسلام آباد کی فلائٹ میں روانہ ہوا، وہاں سے مجھے بینکاک جانا تھا جس وقت اسلام آباد پہنچا تو میرے چھوٹے بیٹے کا مجھے فون آیا کہ دادی جان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے، اسی دوران میرے چھوٹے بھائی جو اس وقت گھر میں موجود تھے، انہوں نے ایمبولینس بھی منگوائی کہ والدہ کو ہسپتال لے جایا جائے، چنانچہ والدہ صاحب نے منع کردیا کہ اب اس کی ضرورت نہیں، اس دوران والدہ صاحبہ مختلف اذکار ورد کرتی رہیں، تقریباً پونے چار بجے ان کی روح دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کرگئی جہاں جانے کے بعد کوئی بھی واپس نہیں آتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۳۰ ذوالحجہ ۱۸ دسمبر بروز جمعۃ المبارک کو جنازہ حضرت مولانا عبدالعزیز قریشی سجادہ نشین خانقاہ پیر شریف نے پڑھایا، جس میں علماء اور طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ میں نے لاڑکانہ میں اس سے قبل جنازہ میں اتنی کثیر تعداد پہلے کبھی نہیں دیکھی، اس کے بعد ان کی عاقل کے آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی، نائب امیر مرکزیہ حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا خلیل احمد، مولانا رشید احمد، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا اور دیگر کارکنان ختم نبوت نے حضرت ڈاکٹر صاحب کی والدہ مرحومہ کی رحلت پر اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔ قارئین ختم نبوت سے بھی درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں مرحومہ کو فراموش نہ فرمائیں۔

قادیانی سرگرمیوں کے خلاف دفتر ختم نبوت چناب نگر میں اجلاس

چناب نگر.... ۱۲ دسمبر ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ بوقت ۱۱ بجے دن دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی، چناب نگر ضلع چنیوٹ میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی خباثتوں اور قادیانیت نواز لوگوں کے خلاف ضلع چنیوٹ کے علماء کرام کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت قاری عبدالحمد حامد نے کی، تلاوت قرآن پاک کے بعد مولانا غلام رسول دین پوری نے ایجنڈا اور انتظامیہ سے کئے جانے والے درج ذیل مطالبات پیش کئے:

۱:... مسلم مسجد نور پور کالونی واقع احمد نگر واگزار کرکے مسلمانوں کے حوالے کی جائے۔

۲:... ریلوے اسٹیشن چناب نگر کے قادیانیت نواز عملہ کو فوراً تبدیل کیا جائے۔

۳:... ریڑھی لگانے والے اور چھابڑی فروش غریب مسلمانوں سے آپریشن کے نام سے ان کا سامان چھینا اور اٹھایا جاتا ہے، انہیں بیٹھنے اور اپنا سامان فروخت کرنے کی اجازت دی جائے اور ان کے نقصانات کا فوری ازالہ کیا جائے۔

۴:.... واپڈا چناب نگر قادیانیوں سے ملی بھگت کرکے پینتیس لاکھ روپے بجلی کا بل اعلیٰ افسران سے ساز باز کرکے معاف کرانا چاہتے ہیں، اس کی فوری انکوائری کرائی جائے۔

۵:... ایس ڈی او واپڈا چناب نگر کو فوراً تبدیل کیا جائے، جس طرح اس سے پہلے ایس ڈی او واپڈا اذیشان کا تبادلہ ہوا۔

۶:... علی عمران ایس ڈی او واپڈا چناب نگر کا مئی، جون میں تبادلہ کا فیصلہ کرکے پھر چناب نگر میں ہی تعین کردیا گیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

۷:... چناب نگر شہر میں جمعہ والے دن قادیانی جگہ جگہ ناکہ بندی اور روڈ بلاک کرکے مسلمانوں کو روکتے اور ہراساں کرتے ہیں، یہ انتظام حکومت و پولیس خود کیوں نہیں سنبھالتی؟

۸:... ٹیلیفون ایکسچینج کے ڈی ایس ایل

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAAMLAAKAK.INFO

انچارج طاہر احمد قادیانی کو فوراً تبدیل کیا جائے۔

9:.... قادیانیوں کی ناجائز غیر قانونی تعمیر کردہ عبادت گاہوں پر پابندی لگا کر قانونی چارہ جوئی کی جائے اور ریلوے پھاٹک سے ملحقہ قادیانی عبادت گاہ اور سبزی منڈی اور پی سی او کے نام سے تعمیر کی جانے والی دکان ختم کی جائے۔

اجلاس میں شریک علماء کرام نے مذکورہ مطالبات کو سراہا اور اپنی تائیدات و آراء سے بھی نوازا خصوصاً حضرت مولانا غلام مصطفی مبلغ ختم نبوت چناب نگر نے اس پر مفصل گفتگو کی اور کہا کہ قادیانی خفیہ طور پر اپنی کارروائی جاری رکھتے ہیں، علماء حضرات اور جمیع مسلمان متحد ہو کر انتظامیہ و افسران بالا کو ان کی شرارتوں و خباثتوں سے آگاہ کر کے انہیں آئین پاکستان کا پابند کرانے کی اپیل کریں۔ مولانا سیف اللہ خالد، مولانا قاری عبدالحمید نے کہا کہ ہمیں آج کے اجلاس میں پتہ چلا کہ قادیانی کس حد تک مسلمانوں اور اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوشاں ہیں، ہم درخواست کرتے ہیں کہ تمام علماء کرام حضرات اور جمیع مسلمان متحد ہو کر انتظامیہ سے درخواست کریں کہ فتنہ قادیانیت کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ مولانا غلام رسول دین پوری نے کہا کہ ہم نے سمجھ لیا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی ہے، اب ہم تحفظ ختم نبوت کے فریضہ سے سبکدوش ہو چکے ہیں، حالانکہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد ہماری ذمہ داری بڑھ گئی ہے، لہٰذا پہلے سے کہیں زیادہ اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چل کر عملاً ذہناً و فکراً متحد ہو کر کام کریں اور مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت سمجھا کر فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرنے کی سعی کریں۔ اجلاس میں شریک دیگر علماء کرام نے مذکورہ باتوں کی تائید کی اور متحد ہو کر کام کرنے کی حامی بھری۔ آخر میں مولانا غلام مصطفی نے شرکائے اجلاس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور دعائے خیر پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ شرکاء اجلاس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ظہرانہ (دوپہر کا کھانا) پیش کیا گیا۔

دعائے مغفرت

ٹنڈو آدم... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے وکیل جناب امام بخش بلوچ کی والدہ محترمہ سو سال کی عمر میں قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر علامہ احمد میاں حمادی، قانونی مشیر منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد نذر عثمانی، علامہ راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی، مفتی حفیظ الرحمن رحمانی اور دیگر نے امام بخش ایڈووکیٹ کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کی والدہ کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

سانحات ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے عہدیداروں الحاج حافظ بشیر احمد، الحاج عثمان عمر ہاشمی، قاری محمد منیر قادری، مولانا طارق محمود ثاقب، مولانا حافظ محمد ارشد، قاری محمد یوسف عثمانی، حافظ احسان الواحد، پروفیسر محمد اعظم نفیسی، پروفیسر حافظ محمد انور، سید احمد حسین زید، مولانا قاری عبدالغفور آرائیں، حافظ محمد معاویہ، حافظ محمد الیاس قادری، اسٹوڈنٹس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے عہدیداروں پروفیسر علامہ محمد منیر کھوکھر، عبدالرؤف شمس، شیخ عمر فاروق، ظہیر احمد ہاشمی، نوید رفیق بٹ، عبدالرحمن، حافظ فیصل بلال، اعتزاز ارشد رندھاوا، حافظ محمد ناصر، مولانا قاری محمد عمران صدیقی، قاری محمد خالد نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی کے والد محترم اور ضلع گوجرانوالہ کے نائب حاجی عبدالرحمن کی والدہ ماجدہ کے سانحات ارتحال پر دکھ اور تعزیت کا اظہار کیا ہے اور مرحومین کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

سانحۂ کراچی کی مذمت اور متاثرہ تاجروں سے اظہار یکجہتی

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علمائے کرام مولانا قاضی احسان احمد، مولانا فخر الزماں، مولانا محمد اسحاق اور محمد انور رانا نے المناک سانحہ کراچی میں دہشت گردوں کے ہاتھوں جاں بحق ہونے والے بے گناہوں اور املاک کو نقصان پہنچانے کو سوچی سمجھی اور منظم سازش قرار دیا، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے امن و امان کو سبوتاژ کرنے اور اربوں روپوں کی املاک تباہ و برباد کرنے والے دہشت گردوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ متاثرہ دکانداروں کے نقصان کا جلد از جلد ازالہ کیا جائے۔ یہ تجارتی مراکز ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں شرپسندوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بدترین درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نشانہ بنایا۔ انہوں نے تاجر برادری اور اپنے دوست و احباب سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ حکومت تمام متاثرین کے زخموں پر مرہم رکھے گی اور تمام نقصانات کا خاطر خواہ معاوضہ دیا جائے۔

☆☆..........☆☆

ظہورِ خیر البشرؐ سے پہلے

عبرت صدیقی

فضا زمانے کی تھی مکدّر، ظہورِ خیر البشرؐ سے پہلے
جہاں میں تھا مستقل اندھیرا، نمودِ نورِ سحر سے پہلے

ہوئی ہے تخلیق نورِ سرور، ازل میں شمس و قمر سے پہلے
کہ ان چراغوں کو ضو ملی ہے، انہیں کی روشن نظر سے پہلے

کمال علم و عمل کا پیکر، کرم مجسّم، تمام رحمت
جہاں میں ان خوبیوں کا انساں، نہ آیا خیر البشرؐ سے پہلے

حرا سے اک چاند لے کر ابھرا، بقائے دیں کے نئے تقاضے
بایں عزائم نہ کوئی گزرا، عمل کی اس رہ گزر سے پہلے

جہاں کو درسِ حیات دے کر، وقارِ انسانیت بڑھایا
بشر کو اپنے مقام کی کچھ، خبر نہ تھی اس خبر سے پہلے

خدا نے خود عرش پر بلا کر، عطا کیا ہے یہ خاص منصب
کسے یہ حاصل ہوئی ہے عظمت، جہاں میں خیر البشرؐ سے پہلے

وہ ہر فسانے کی ابتدا ہیں، انہیں کا ہے نور نورِ اوّل
رخِ منور حجاب میں تھا تخیل بو البشر سے پہلے

خود اپنے دامن میں بڑھ کے لے گی گناہگاروں کو شانِ رحمت
ندامتوں کے ڈھلیں تو آنسو بہ پیشِ حق چشمِ تر سے پہلے

نہ جانے کیا شے لئے ہوئے ہے زمین طیبہ کا ذرہ ذرہ
کہ دل نے عبرت کئے ہیں سجدے قدم قدم پر نظر سے پہلے

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد

امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن

ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔